ترجمان مجلس تحفظ ختم نبوت کا

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۸

شعبان المعظم

۱۴۱۸ھ

دسمبر ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

لولاک

بیادِ مجاہدِ ختمِ نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ ۳۵/۸

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیرِ سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیرِ طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگرانِ اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

مجلسِ منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: شکیل کوپرنٹرز ملتان۔ مقامِ اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اس شمارے میں

حکومت اور عدلیہ کی جنگ، قادیانی جج نکالئیے ـــــــ صاحبزادہ طارق محمود ۳

عدل کی جیت ـــــــ صاحبزادہ طارق محمود ۸

ملتان کے بعد سانحہ کراچی ـــــــ صاحبزادہ طارق محمود ۱۱

لاہور! تیرے شہر کا سلطان اُٹھ گیا ـــــــ ابوخالد ٹیپو ۱۴

رسول اللہ ﷺ سے لے کر شیخ الحدیث مولانا زکریا تک ـــــــ مولانا یوسف متالا ۱۷

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی شہادت ـــــــ اللہ وسایا ۲۸

زنگ آلود قلم ـــــــ چیف ایڈیٹر ۳۱

اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ـــــــ مولانا محمد شریف ہزاروی ۳۳

قادیانی شبہات کے جوابات ـــــــ ادارہ ۳۷

تبصرہ کتب ـــــــ چیف ایڈیٹر ۴۲

اکابر کے خطوط ـــــــ ادارہ ۴۵

اداریہ

حکومت اور عدلیہ کی جنگ

قادیانی جج نکالیے

حکومت اور عدلیہ کے مابین آج کل محاذ آرائی اپنے نقطہ عروج پر ہے۔ چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ ججوں کی تقرری کے آئینی حق کے حصول کے لئے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔

دوسری طرف واضح منڈیٹ کی حامل حکومتی جماعت پارلیمنٹ کی بالا دستی کی خاطر کوئی سی لچک پیدا کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتی تھی۔ دونوں فریقین ملک کے وسیع تر مفاد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی اپنی بات منوانے پر بضد تھے۔

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جان لے کے ٹلوں گا
اور سربسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے گی

حکومت اور عدلیہ کے درمیان اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی تقرریوں اور ترقیوں کے ضمن میں تنازعات ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کی خاطر ہر حکومت عدلیہ کو اپنے تابع رکھنا چاہتی ہے۔ اگرچہ یہ بات عدلیہ کے وقار اور معیار دونوں کے خلاف ہے۔ عدلیہ کو حکومت کے زیر نگیں رکھنے کی روایت کا آغاز گورنر جنرل ملک غلام محمد کے دور سے شروع ہوا تھا۔ مارشل لاء میں فوجی حکومت کے اپنے ضابطے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس سیاسی جمہوری حکومتوں نے عدلیہ کو آزادی و خودمختاری دینے کی بجائے اس کو اپنی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی بنانے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ سابق صدر محمد ایوب خان کے دور میں عدلیہ اور حکومت کے اختلافات نے ایک موقع پر ایسی سنگین صورتحال اختیار کرلی تھی۔ کہ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں نے عدلیہ کے وقار کی خاطر استعفیٰ دے کر جرات مندی کا بے مثال مظاہرہ کیا تھا۔ عدلیہ کی تاریخ میں جہاں اس کی عظمت کی خاطر قربانیاں دینے والے ججوں کے نام آتے ہیں۔ وہاں عدلیہ کے وقار کو خاک میں ملانے والے سابق جسٹس منیر جیسے بے ضمیروں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کا دور بھی حکومت اور عدلیہ کے مابین کشمکش اور باہمی تنازعات کی تلخ حقیقتوں سے لبریز نظر آتا ہے۔

سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے دور ثانی میں موجودہ چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ سے اختلافات نے باقاعدہ لڑائی کی صورتحال اختیار کرلی تھی۔ یہ بات مشہور ہے۔ کہ موصوف چیف جسٹس نے کسی مقدمہ میں سابق وزیراعظم اور ان کے شوہر نامدار کی سفارش نہیں مانی تھی جس پر انہیں شاہی جوڑے کے عتاب کا شکار ہونا پڑا تھا۔ انہیں ہراساں کرنے، ڈرانے، دھمکانے اور جھکانے کے تمام حربے اختیار کئے گئے۔ اسی ذہنی دباؤ

کے نتیجہ میں فاضل چیف جسٹس دل کے دورے کا شکار بھی ہوئے۔ سید سجاد علی شاہ نے کمال صبر و تحمل اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ جب انہوں نے مستعفی ہونے کی تجویز مسترد کردی۔ تو بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے جیالے جہانگیر بدر کو چیف جسٹس بنوانے کا شوشہ چھوڑ کر انہیں بددل کرنے کی مزموم کوشش کی۔ سابق وزیراعظم اس مقصد میں تو کامیاب نہ ہوسکیں۔ البتہ انہوں نے ہائی کورٹ میں دو جج ایسے لئے جن پر کرپشن' اور بدعنوانی کے سنگین الزامات تھے۔ ان میں ایک جج تو مقدمہ قتل میں ملوث تھے۔ اور اپنے منصب پر فائز ہونے کے بعد بھی اپنی تاریخیں بھگتا کرتے تھے۔ عدلیہ کی تاریخ میں شاید ہی ایسی مثال پیش کی جاسکے۔ بے نظیر بھٹو نے عدلیہ کیساتھ لڑائی میں ترپ کا آخری پتہ یہ کہہ کر پھینکا۔ کہ وہ پارلیمنٹ سے ایسا قانون منظور کروانا چاہتی ہیں۔ جسکے مطابق اگر 32 ارکان قومی اسمبلی چاہیں تو کسی بھی فاضل جج کو جبری رخصت پر بھیجا جاسکے گا۔ جاگیردارانہ اور آمرانہ ذہنیت رکھنے والی وزیراعظم کی جانب سے عدلیہ کو فتح کرنے کا جنوں اس قدر مہنگا پڑا۔ کہ بالآخر انہیں حکومت سے ہاتھ دھو کر لاڑکانہ جانا پڑا۔

سیاسی حلقے امید رکھتے تھے۔ کہ میاں محمد نواز شریف دوبارہ بلکہ سہ بارہ وزیراعظم بننے کے بعد ماضی کی غلطیوں اور بالخصوص بے نظیر بھٹو والی حماقتوں کو نہیں دہرائیں گے۔ بلکہ دانشمندی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عدلیہ کیساتھ خوشگوار مراسم قائم کریں گے۔ باہمی اعتماد اور ربط کے ذریعہ آزاد خود مختار ادارہ بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑیں گے۔ یہ توقع بھی کی جارہی تھی کہ وزیراعظم عدلیہ کے ساتھ ماضی قریب میں روا رکھی گئی ناانصافیوں کا ازالہ بھی کریں گے۔ میاں محمد نواز شریف نے جب منصب اقتدار سنبھالا۔ تو ان کی حکومت کے لئے سب سے بڑا چیلنج ملکی امن و امان کے حوالہ سے دہشت گردی۔ تخریب کاری کا قلع قمع کرنا تھا۔ انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کا قیام اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اور وقت کی اہم ضرورت بھی تھی۔ حکومت اور عدلیہ کے مابین اختلافات کا یہیں سے آغاز ہوا۔ معاملہ بڑھتے بڑھتے سپریم کورٹ کے ججوں کی تعیناتی تک پہنچا۔ تو تنازعات نے جنگ کی صورتحال اختیار کرلی۔ چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے ساتھ وزیراعظم کے اختلافات جب منظر عام پر آئے تو خیال تھا۔ کہ سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد اور انتخاب پر رونما ہونے والا تنازعہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے گا دو بڑوں کی موجودگی میں فاضل چیف جسٹس اور وزیراعظم کی ملاقات بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکی۔ دونوں فریق اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔ کوئی فریق بھی پسپائی اختیار کرنے یا اپنے رویہ میں لچک پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اب تک جو صورتحال سامنے آئی ہے۔ اس سے محسوس ہوتا ہے۔ کہ دونوں فریق آئین اور قانون کی بالادستی کے برعکس انا کی بالادستی کے حصول میں سرگرم عمل ہیں۔ اہم اور بڑے فیصلے کرنے والے فاضل چیف جسٹس عدلیہ کی بالادستی چاہتے ہیں۔ تو بھاری مینڈیٹ حاصل کرنے والی پارٹی کے قائد نواز شریف پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے ہیں۔ حکومت اور عدلیہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان بے چاری قوم پس رہی ہے۔ اس تنازعہ نے پورے ملک میں غیر یقینی صورتحال پیدا کر رکھی ہے۔

نافذ العمل صدارتی حکم کے مطابق سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد سترہ ہے۔ موجودہ چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ بھی اسی حکم نامہ کی بنیاد پر پانچ ججوں کی ڈیمانڈ رکھتے ہیں۔ حکومتی جماعت کا موقف ہے۔ کہ سترہ جج

کسی طور بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ ہم سے پانچ گنا بڑے ہمسایہ ملک بھارت اور ترقی یافتہ ملک امریکہ میں سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد اس سے نصف کے قریب ہے۔ تاہم چیف جسٹس کا مطالبہ آئینی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ دوسری طرف پارلیمنٹ کو جج صاحبان کی تعداد میں تخفیف کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے حصول کے لئے حکومتی پارٹی کو پارلیمنٹ میں ایک نیا قانون منظور کروانا پڑے گا۔ اس قانون کی آئینی حیثیت کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے کی سفارشات کا اختیار چیف جسٹس کو ہی حاصل ہوگا۔ آئین کے مطابق قانون سازی کا حق پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ لیکن آئین کی تشریح عدلیہ کا کام ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے20مارچ کے فیصلہ میں ججوں کی تقرریوں کے آرٹیکلز کی حتمی تشریح میں بتایا ہے۔ کہ حکومت چیف جسٹس آف پاکستان کی سفارشات کی پابند ہے۔ اگر حکومت کو کسی جج کی تقرری پر اعتراض ہو تو وہ اسے تحریر کرے۔ لیکن آئینی ماہرین کا کہنا ہے۔ کہ یہ تحریری اعتراض بھی قابل مواخذہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اصل حیثیت و اہمیت چیف جسٹس کی سفارشات کو ہی حاصل ہے۔ میاں محمد نواز شریف بھاری مینڈیٹ کا ہوا دکھا کر عدلیہ کو مرعوب نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی جماعت پارلیمنٹ میں قانون منظور کروانے میں کامیاب ہو بھی جائے۔ تو بھی انہیں فاضل چیف جسٹس کی سفارشات کا پابند ہونا پڑے گا۔ نتیجہ گویا وہی "ڈھاک کے تین پات" والا ثابت ہوگا

حکومت اور عدلیہ کی محاذ آرائی باقاعدہ جنگ میں تبدیل ہوگئی ہے۔ حکومتی پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں نے نہ صرف وزیراعظم میاں محمد نواز شریف پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ کی مستقل بالادستی کے قیام کے لئے اور اسے خودمختار ادارہ بنانے کا واضح اعلان بھی کر دیا ہے۔ 29 اکتوبر کی شب ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ اس امر کا اعلان کیا گیا۔ اسی تاریخ کو پہلے وقت سپریم کورٹ نے چودھویں ترمیم کے خلاف اپنا عبوری فیصلہ دے کر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لانے کی راہ بھی ہموار کر دی ہے۔ اگرچہ حکومتی جماعت کے بعض ارکان نے بادل نخواستہ اس فیصلہ کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ واضح رہے کہ عدم اعتماد کی تحریکوں میں ارکان اسمبلی کی چاندی ہے۔ اس سنہری موقع پر منہ میں آنے والے پانی کا ذائقہ چکھے انہیں مدت گزر گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہارس ٹریڈنگ عرف عام لوٹا کریسی نے ملک کے سیاسی جمہوری نظام کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ عوام نے مدت بعد سکھ کا سانس لیا تھا۔ اس لحاظ سے سپریم کورٹ کے عبوری فیصلہ کو عوامی سطح پر پسند نہیں کیا جائے گا۔ حکومت اور عدلیہ کی محاذ آرائی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یا روحانی پیشوا پیر پگاڑا حال قلب و جگر پر نظر رکھتے ہیں۔ جن کی روحانی تاریں بہرحال اسلام آباد سے جڑی ہوئی ہیں۔ نتیجہ کچھ بھی ہو۔ حکومت اور عدلیہ کی لڑائی قوم اور ملک کے لئے قطعی مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

حکومت اور عدلیہ کی محاذ آرائی میں ایک بات طے شدہ ہے۔ کہ اصل تنازعہ ججوں کی تعداد پر نہیں افراد پر ہے۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف پانچ میں دو ججوں پر تو اتفاق کرتے ہیں اور تین ججوں کے معاملہ کو التوا میں رکھنے کا اصرار کرتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حکمران جماعت کو سفارش شدہ دو ججوں کے بارے

میں اعتراضات ہیں۔ ایک فاضل جج نے وزیراعظم کے والد گرامی میاں محمد نواز شریف کی حبس بے جا کی درخواست مسترد کردی تھی۔ جب کہ دوسرے فاضل جج نے شریف خاندان کے ملکیتی اتفاق گروپ کے خلاف فیصلے دیئے تھے۔ حکومت نے مذکورہ بالا دونوں ججوں کو جبری رخصت پر بھیجنے کی کوشش بھی کی۔ جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ غالب گمان یہی ہے۔ کہ حکومت اور عدلیہ کے درمیان وجہ تنازعہ یہی دو جج صاحبان ہیں۔ جنہیں وزیراعظم ان کا خاندان اور ان کی پارٹی کیونکر قبول کر سکتے ہیں؟

حکومت اور عدلیہ کی حالیہ چپقلش کو تمام کالم نویسوں اور تبصرہ نگاروں نے ذاتی انا کی لڑائی قرار دیا ہے۔ ملک کے وسیع تر مفاد کو پس پشت رکھ کر ہر دو فریق نے پورا ملک داؤ پر لگا دیا ہے۔ اس وقت سٹاک ایکسچینج بحران کا شکار ہے حکومت اور عدلیہ کی اسی محاذ آرائی کے دوران روپیہ کی قیمت میں اچانک ریکارڈ کمی نے ملکی معیشت کا بیڑہ غرق کر دیا ہے کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ گیا ہے۔ تاہم افواہ سازی کا کاروبار اپنے عروج پر ہے۔ فاضل چیف جسٹس اور وزیراعظم انا اور مفاد کی جنگ میں کچھ ماننے اور سننے کو تیار نہیں۔ لیکن دونوں فریق نے اعلیٰ عدالتوں میں تین مبینہ قادیانی ججوں کو قبول کر رکھا ہے۔ ہم نہایت معذرت کے ساتھ فاضل چیف جسٹس کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ وہ اپنے طور پر عدلیہ کے دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ آئین کی پاسداری کے علمبردار ہیں۔ کیا قادیانی ججوں کی اعلیٰ عدالتوں میں تعیناتی عدلیہ کے وقار اور' اسکی عظمت کے منافی نہیں؟ قادیانیوں نے ابھی تک قومی اسمبلی 1974ء کی اس آئینی ترمیم کو تسلیم نہیں کیا۔ جس میں انہیں ملک کی لوئر کورٹس سے لے کر عدالت عظمیٰ اور وفاقی شرعی عدالت سمیت غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے محفوظ ہیں۔ جنہوں نے قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ لیکن وہ ابھی تک اپنے آپ کو مسلم کہلوانے اور لکھنے پر مصر ہیں۔ کیا یہ آئین کے خلاف کھلی بغاوت نہیں؟ یہ بات پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ وزیراعظم ذاتی دشمنی کی بنا پر دو ججوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور گستاخ تین ججوں کو کیسے برداشت کئے بیٹھے ہیں۔؟ ہم چار برسوں سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ اعلیٰ عدالتوں میں تعینات تین مصدقہ قادیانی ججوں کو نکالا جائے۔ ان کی تعیناتی آئین سے متصادم ہے۔ اس پہلو سے فاضل چیف جسٹس کی رگ حمیت کیوں نہیں پھڑکتی۔؟ وزیراعظم نواز شریف کی دینی حمیت کیوں بیدار نہیں ہوتی؟ صدر مملکت فاروق؟ قادیانی مسئلہ پر ایسے چپ رہتے ہیں۔ جیسے شب عروسی میں دلہن مہر بلب ہوتی ہے۔ ان کا زہد و تقویٰ اور تہجد گزاری کس کام کی۔؟

وفاقی وزیر قانون پر الزام

معروف وکیل وہاب الخیری نے گزشتہ دنوں ایک بیان میں وفاقی وزیر قانون خالد انور پر الزام لگایا ہے کہ وہ نہ صرف قادیانیوں کے رشتہ دار ہیں بلکہ وہ قادیانیوں کیلئے کام کر رہے ہیں وہ آرٹیکل 2۔A کی شق کو نکالنا چاہتے ہیں (نوائے وقت ۲ نومبر ۱۹۹۷ء)

وہاب الخیری کا حالیہ بیان دینی حلقوں کیلئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے ان کے بیان کے بعد ابھی تک وفاقی وزیر قانون کی طرف سے کوئی وضاحتی بیان یا تردید منظر عام پر نہیں آئی ویسے تو وزیر قانون آج کل خود منظر

عام سے غائب ہیں تاہم اتنے بڑے الزام کے بعد ان کی جانب سے عدم تردید کی بنا پر وہاب الخیری کے بیان کی تصدیق میں شک نہیں کیا جاسکتا۔

ہم وفاقی وزیر قانون خالد انور کے بارے میں زیادہ معلومات تو نہیں رکھتے تاہم سیاسی حلقوں کے مطابق موصوف نے حکومت اور عدلیہ کے مابین لڑائی میں نواز شریف حکومت کی کشتی ڈبونے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑی تھی شنید ہے کہ انہیں وزارت سے فارغ کیا جارہا ہے تاہم یہ حکومت کا خانگی معاملہ ہے ہم تو حکومت کو ملک کے وسیع تر مفاد کے ضمن میں کوئی سی رائے یا مشورہ دے سکتے ہیں وہاب الخیری چونکہ حکومت کے مخالفین میں شمار کئے جاتے ہیں حکومت اور عدلیہ کے مابین محاذ آرائی میں انہوں نے عدلیہ کے وقار اور بالادستی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے قرین قیاس ہے کہ حکومت ان کے حالیہ بیان کو اہمیت نہ دے گی لیکن دینی حلقے اور بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس مسئلہ پر غافل نہیں یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے کہ وفاقی وزیر قانون کی وفاداریاں کس کے ساتھ وابستہ ہیں

قادیانی جماعت نے اپنے متعلق آئینی ترمیم کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا بلکہ قادیانی جماعت نے اقلیتی نشستوں کا بائیکاٹ کرکے آئین سے کھلی بغاوت کا ارتکاب کیا ہے بے نظیر یا نواز شریف دونوں حکومتوں نے اس کا سختی سے نوٹس نہ لے کر مجرمانہ غفلت مرزائیت نوازی کا ثبوت دیا ہے اعلیٰ عدالتوں میں تین قادیانی جج تعینات ہیں یہ تمام حقائق اسی بات کا ثبوت ہیں کہ قادیانی جماعت ہر حالت میں اس آئینی ترمیم کے خاتمہ کے بعد اپنے آپ کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے طفیل ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی چاہے وہ جتنا مرضی زور لگالیں سازشوں کے جال بچھا لیں انشاء اللہ انکے ارادے کبھی کامیابی حاصل نہ کرسکیں گے۔

وزیراعظم صاحب وہاب الخیری کے الزام کی صحت کا جائزہ لیں اسے محض مجذوب کی بڑ نہ سمجھیں اور نہ ہی مخالف کا الزام خیال کریں وزیراعظم تحقیق فرمائیں وزیر قانون کے رشتہ دار کون ہیں ؟ ان کی وفاداریاں کس سے وابستہ ہیں۔ موصوف کے روابط کس سے ہیں وہ ملک اور قوم کیلئے مفید ہیں یا نقصان دہ

جناب ندیم اقبال ایڈووکیٹ کی شہادت

۸ر نومبر ۱۹۹۷ء دن کے بارے بجے جناب ندیم اقبال ایڈووکیٹ کو حاصل پور میں شہید کر دیا گیا۔ موصوف ایک صالح مخلص محب وطن نوجوان اور زیرک قانون دان تھے۔ جمعیت علماء اسلام سے تعلق تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں جب جمعیت طلباء اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو ہراول دستے کے طور پر اس میں کام کیا۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو وکالت کے پیشہ کو اختیار کیا۔ علاقہ کے غریب لوگوں کے دلوں کی آواز تھے۔ حاصل پور بلدیہ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ انجمن شہریاں کے صدر رہے غرضیکہ اپنے علاقہ میں ہر دل عزیز تھے۔ بڑے معتدل مزاج تھے۔ ہر دینی تحریک میں پیش پیش ہوتے تھے۔ ان جیسے مرنجان مرنج آدمی کو شہید کرکے نامعلوم قاتلوں نے قوم و اہل علاقہ سے کس بات کا انتقام لیا ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں (ادارہ)

ایڈیٹر کے قلم سے

عدل کی جیت

حکومت عدلیہ تنازعہ میں حکومت نے کیا کھویا کیا پایا

عدل بالاخر جیت گیا۔ اقتدار ہار گیا۔ حکومت پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہوگئی۔ بعداز خرابی بسیار حکومت اور بالخصوص وزیراعظم میاں محمد نواز شریف پرانی تنخواہ پر ہی راضی ہوگئے

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

گزشتہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب وزیراعظم نے قومی اسمبلی میں چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کی سفارشات کو قبول کرنے کا اعلان کردیا سپریم کورٹ میں پانچ ججوں کی تقرری کے تنازعہ پر حکومت اور عدلیہ کے درمیان محاذ آرائی بیان بازی اور باہمی چپقلش کا جو سلسلہ گزشتہ اڑھائی ماہ سے جاری تھا اس کا خاتمہ بالخیر ہوگیا خدا کا شکر ہے کہ وہ غیر یقینی صورتحال ختم ہوگئی جس سے ہر محب وطن شہری بیزار اور پریشان تھا اب زبان زد عام یہی بات ہے کہ اگر حکومت نے پانچ ججوں کی تقرری کے ضمن میں چیف جسٹس صاحب کے آئینی حق کے سامنے سر تسلیم خم کرلینا تھا تو انکی سفارشات کو پہلے ہی قبول کرلینے میں کیا حرج تھا اگر حکومت پیاز کی بجائے پیار سے مان جاتی تو اتنی جگ ہنسائی نہ ہوتی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت میں اتنے ذہن رکھنے والوں نے کیا سوچ کر عدلیہ کیساتھ معرکہ آرائی کی بنیاد رکھی ؟

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے بظاہر خلاف توقع لیکن درحقیقت متوقع طور پر ہاتھ کھڑے کرکے بہر طور دانشمندی کا ثبوت فراہم کیا ہے محترم مجیب الرحمان شامی نے حکومتی شکست کو اگرچہ شکست فاتحانہ قرار دیا ہے تاہم وزیراعظم اسی شکست کے صدقے اپنی پارٹی سمیت اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہوئے ہیں حکومت اور عدلیہ کی لڑائی میں اٹھنے والی گرد کے بیٹھنے پر حقائق کا اعتراف بھی شروع ہوگیا ہے وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین اعجاز الحق اور بعض دوسرے حکومتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے سارا الزام حکومت کے مشیروں پر عائد کیا ہے چوہدری صاحب کے بیان پر سیاسی حلقے حیرت زدہ ہیں کہ حکومتی پارٹی کی سرکردہ شخصیت ہونے اور مرکزی کابینہ میں ہوتے ہوئے آخر انکی حیثیت کیا ہے ؟ بے مقصد وزارتوں سے چمٹ کر ڈنگ ٹپانا ہماری ملکی سیاست کا المیہ رہا ہے ایسے بیانات سے حکومتی پارٹی کے اندرونی خلفشار اور اختلافات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے باقی رہا معاملہ مشیروں کا۔ تو پنجابی محاورہ کے مطابق غصہ ہمیشہ بیچارے کمہار پر ہی نکالا جاتا ہے۔ اپنی غلطی کوئی نہیں تسلیم کرتا ایڈیٹر بھی اپنی غلطی کاتب کے سر تھوپتا ہے یا کمپیوٹر کے

کھاتہ میں ڈالتا ہے مشیروں کی تقرری حکومت کے مزاج اور انتخاب کا حصہ ہے

عدلیہ اور حکومت کی محاذ آرائی کے نتیجہ میں حکومت کو دوہری ہزیمت کے علاوہ ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے سپریم کورٹ نے جیسے ہی چودھویں ترمیم کو کالعدم قرار دیا حکومت کے خلاف تمام خوابیدہ فتنوں نے سر اٹھالیا حتی کہ جو اب تک گونگے سمجھے جاتے تھے انہیں بھی زبان مل گئی فاٹا کے اراکین نے چند روز میں اگلی پچھلی کسریں نکال دیں ایم کیو ایم والوں نے پرانی روش اختیار کرلی وفاداریاں بدلنے والے انگڑائیاں لینے لگے حلیف جماعتوں کے رہنماؤں نے حکومت اور عدلیہ کے تنازہ میں ناصحانہ انداز اختیار کرلیا اتحادی جماعتوں کے دو بزرگوں نے تو اس لڑائی میں فریق بننے سے بھی انکار کردیا تھا حکومت اور عدلیہ کی لڑائی نے شدت اختیار کی تو اسلام آباد کے اعلی درجے کے ہوٹلوں کی رونق بھی لوٹ آئی وفاقی دارالحکومت میں راز ونیاز کے ساتھ ساتھ نذرونیاز کی خصوصی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا اسی دوران یہ خبر بھی اخبارات کی زینت بنی کہ بینکوں سے بارہ کروڑ روپے نکلوا لئے گئے ہیں اس کے بعد فضا حکومت کے حق میں اس قدر سازگار ہوگئی کہ محتاط رویہ اختیار کرنے والے پارلیمنٹ کی بالادستی اور جمہوریت کی آبرو کے تحفظ میں حکومت کے حق میں گرجنے لگے وزیراعظم نے مستقبل کے خطرات کو بھانپ کر جونہی ہاتھ کھڑے کئے گرجنے اور چمکنے والے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے حلیف جماعت نیشنل عوامی پارٹی اب تک مسلم لیگ کی حریف جماعت سمجھی جاتی رہی ہے سیاسی عقد کے باوجود دونوں جماعتوں میں ذہنی ہم آہنگی کا فقدان پایا جاتا ہے

نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما حکومت اور عدلیہ کے تنازعہ میں حکومت کا ساتھ دینے سے گریزاں تھے

اس جماعت کے موقف میں پھر تبدیلی ایسے آئی کہ حکومت اور عدلیہ کی لڑائی میں یہ جماعت نہ صرف فریق بن گئی بلکہ پارلیمنٹ کی خودمختاری اور اسکی بالادستی سے متعلق قرارداد پیش کرنے کا شرف بھی اسفندیار ولی نے حاصل کیا گویا اس سیاسی ٹولہ نے عدلیہ کو بھی کالا باغ ڈیم کا مسئلہ سمجھ کر فتح کرنا چاہا محترم اجمل خٹک کو دورہ امریکہ میں ساتھ لے جانے کا مقصد واضح ہوجاتا ہے بعض کالم نویس حضرات نے اسے سیاسی رشوت سے تعبیر کیا تھا باقی رہا معاملہ مولانا عبدالستار خان نیازی کا موصوف عمر کے اس حصہ میں ہیں جو صرف یاد اللہ کیلئے مختص ہوتا ہے انکے زہدوتقوی اور پاکدامنی کی بنا پر مولانا کے موقف کی تبدیلی کو سیاسی نہیں روحانی کروٹ ہی قرار دیا جاسکتا ہے محترم پروفیسر ساجد میر کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے تخلص میر پر انہیں مرحوم میر کی زبان میں کچھ عرض کیا جاسکتا ہے

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب تیری زلف کے اسیر ہوئے

پروفیسر صاحب حکومت کی زلف کے اسیر ہیں افسوس کہ مرکزی اور صوبائی سطح پر دونوں حکومتیں اسی نعمت سے محروم ہیں پروفیسر ساجد میر کو انکی مستقل مزاجی پر داد دینا پڑتی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ انکی جمعیت

اہلحدیث نواز شریف کا اس وقت تک ضرور ساتھ دیتی رہے گی جب تک نواز شریف حکومت ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں کردیتی پاکستان کے حکمرانوں کی تاریخ ہے کہ وہ وعدہ کے مطابق سب کچھ کرتے ہیں لیکن اسلامی نظام نافذ نہیں کرتے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو اسلامی نظام کا نفاذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے بڑے بزرگ سچ کہتے ہیں کہ دنیا امید پر قائم ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اس محاورہ کے مطابق اتحاد بھی امید پر ہی قائم کئے جاتے ہیں حکومت اور عدلیہ کے تنازعہ میں اتحادی جماعتوں نے حکومتی وقار اور جمہوریت کے دائمی استحکام کی خاطر کوئی قابل قدر کردار ادا نہیں کیا اصولی سیاست کی بجائے مفاد پرستی کی سیاست میں سیاسی اتحاد سیاسی الحاد کے مترادف ہے اس میں شک نہیں کہ اتحاد میاں محمد نواز شریف کی کمزوری ہے انہیں اپنے تجربہ اور بصیرت کے مطابق مسائل کو حل کرنا چاہئے۔

اتحاد ضروری ہے اعتماد ضروری نہیں البتہ خود اعتمادی نہایت ضروری ہے اسی کمی کے باعث حکومت کو شرمندگی اٹھانا پڑی۔

حکومت اور عدلیہ کی لڑائی میں حکومت کو پہلا دھچکا بلوچستان کے سیاسی بحران کی صورت میں لگا ہے اس سیاسی ہلچل کے نتیجہ میں اسلام آباد اور کوئٹہ کے مابین جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کی آمدورفت اور جوڑ توڑ سروس پر اٹھنے والے اخراجات کا اندازہ تو بعد میں ہی لگایا جاسکے گا۔

وزیراعظم نواز شریف کے خلاف عدالتی مقدمات ان کیلئے مستقل درد سر ہیں چودھویں ترمیم کا خاتمہ حکومت کے خاتمہ کے مترادف ہے عدم اعتماد کی تحریک کی تلوار ایک بار پھر فضا میں لٹکا دی گئی ہے نواز شریف یقین نہ کریں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حکومتی پارٹی میں سے کئی خواہش مند انکی جگہ لینے کیلئے سہرا سجانے کیلئے بے تاب ہیں۔

عدلیہ کیساتھ بگاڑ پیدا کرکے حکومت نے کیا کھویا کیا پایا اس کا وزیراعظم کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا اب تو انہوں نے آنے والے خطرات کو بھی بھانپ لیا ہوگا ایسا محسوس ہوتا ہے بحرانوں کے رکے ہوئے پہیے کو دوبارہ گردش دے دی گئی ہے وزیراعظم کو ایک غلطی پر کتنا خمیازہ بھگتنا پڑے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بہتر جانتی ہے حکومت اور عدلیہ کی حالیہ لڑائی میں حکومت کی شکست کی وجہ نادان دوست ہیں بزرگ ٹھیک کہتے ہیں نادان دوست سے عقل مند دشمن بہتر ہوتا ہے۔

قادیانیوں کی فرم "شیزان" کی مصنوعات
کا بائیکاٹ دین دوستی کا ثبوت ہے

عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

ایڈیٹر کے قلم سے

ملتان کے بعد سانحہ کراچی

پس پردہ عوامل پر غور کرنے کی ضرورت

۲ نومبر اتوار کراچی میں نا معلوم دہشت گردوں کی فائرنگ اور آتش گیر مادے کے حملہ کے نتیجے میں معروف عالم دین۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا حبیب اللہ مختار مفتی عبدالسمیع اپنے ڈرائیور سمیت موقع پر شہید ہوگئے۔ جب کہ مولانا شبیر احمد نقشبندی زخمی ہوگئے۔ اس افسوسناک واقعہ کے بعد احتجاجی ہنگاموں کے نتیجہ میں تین انسانی جانیں ضائع ہوگئیں۔ سندھ کے وزیراعلیٰ لیاقت علی جتوئی نے مذہبی دہشت گردی کے المناک واقعہ پر گہرے دکھ اور رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے پولیس انتظامیہ کو واقعہ میں ملوث ملزمان کے گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس سانحہ میں دہشت گردوں نے فائرنگ کے علاوہ آتش گیر مادہ بھی پھینکا جس سے جاں بحق ہونے والے علماء کی نعشوں کو شناخت کرنا مشکل ہوگیا۔ اس واقعہ کے بارے میں نہ پاکستانی ٹیلی ویژن میں خبر نشر کی گئی۔ اور نہ ہی حکومت کی طرف سے اظہار افسوس کیا گیا۔ احتجاجی ہنگاموں اور دینی حلقوں کے رد عمل کے تین روز بعد وزیر داخلہ نے کراچی پہنچ کر اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کی۔ وزیر موصوف تعزیت کے لئے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن بھی تشریف لے گئے وزیر داخلہ کی اشک شوئی کے بعد بھی احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ واقعہ میں ملوث اصل ملزمان کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔

مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے سندھ میں ہونے والا یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ اس سے قبل فرقہ وارانہ دہشت گردی کے زیادہ تر واقعات پنجاب تک ہی محدود تھے۔ دہشت گردی تخریب کاری بموں کے دھماکے اور قتل و غارت گری کا سلسلہ چند سالوں سے شدت اختیار کر گیا تھا۔ جس کی بنا پر عوام الناس میں سخت بے چینی پائی جاتی تھی۔ دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ملزمان کی گرفتاریوں' اور خصوصی عدالتوں کے قیام کے بعد امن و امان کی صورت حال بہت بہتر ہوگئی تھی۔ ابھی محب وطن شہریوں نے سکھ کا سانس لیا ہی تھا۔ کہ اچانک ملتان میں مذہبی نوعیت کا دلخراش واقعہ پیش آگیا۔ جس میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے چار طلباء کو انتہائی بیدردی سے ہلاک کیا گیا۔ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا۔ جب ملتان میں ایک مخصوص دینی تنظیم کا تبلیغی اجتماع انعقاد پذیر تھا۔ اس افسوسناک سانحہ میں معجزانہ طور پر بچ جانے والے طلباء کی زبانی تمام واقعہ کی تفصیلات منظر عام پر آئیں۔ ابھی سانحہ ملتان پر رونے والی آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ کراچی میں بنوری ٹاؤن کا المناک واقعہ پیش آگیا۔

مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے کراچی اور ملتان کے دونوں افسوسناک واقعات کو دیوبندی بریلوی

اختلافات کا شاخسانہ قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ دونوں واقعات بظاہر ایک ہی سلسلہ کی کڑی دکھائی دیتے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی ایک ہی امام کے مقلد ہونے کے ناطے اہل سنت و الجماعت کے دو فرقے تصور کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کے درمیان اختلاف و نزاع اور کشیدگی کی وہ نوعیت نہیں۔ جو اہل تشیع اور سنی مسالک کے درمیان پائی جاتی ہے۔ ماضی میں چند مواقع پر دیوبندی بریلوی تنازعات ضرور رونما ہوئے لیکن اس میں انتہا پسندی یا تشدد کا پہلو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کے رہنماؤں نے ہر اسلامی دینی تحریک میں شانہ بشانہ ہو کر حصہ لیا ہے۔ ختم نبوت کی تحریکوں میں تو بالخصوص دیوبندی بریلوی علماء نے باہمی اختلافات بلائے طاق رکھ کر ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ علمائے دیوبند نے اپنی فکری تربیت کی بدولت بریلویوں کو سواد اعظم تسلیم کرتے ہوئے انہیں ہمیشہ اعزاز و اکرام سے نوازا ہے۔ دوسری طرف بریلوی علما نے بھی ہمیشہ دست تعاون بڑھانے میں کبھی بخل کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ اعلیٰ ظرفی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بریلوی مکتب فکر کے مولانا ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ کو مجلس عمل کا صدر منتخب کیا گیا۔ نظام مصطفیٰ کی تحریک میں بھی دیوبندی بریلوی علماء نے یگانگت اور باہمی اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ دینی تحریکوں کے برعکس میدان سیاست میں بھی دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کا اتحاد ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ چند برس پہلے مولانا فضل الرحمان اور مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعتوں کے درمیان سیاسی اتحاد معرض وجود میں آیا۔ اگرچہ یہ سیاسی اتحاد زیادہ دیر اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکا۔ تاہم اس کے ملکی سیاست پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

ملتان اور کراچی کے سانحات کے بعد دیوبندی' بریلوی اختلافات اور کشیدگی کو اگر ہوا دی گئی تو یہ ملکی سالمیت' اس کی وحدت اور بقا کے خلاف ایک گہری سازش متصور ہوگی۔ دینی حلقوں کا یہ خدشہ درست محسوس ہوتا ہے کہ قبل ازیں فرقہ وارانہ دہشت گردی کے پس پردہ عناصر نے دہشت گردی کو نیا رخ دینے کی کوشش کی ہے۔ پنجاب پاکستان کا دل ہونے کے ناطے حساس صوبہ بھی ہے۔ شیعہ سنی اختلافات کی آڑ میں دہشت گردی کا واضح مقصد خانہ جنگی تھا۔ جس میں ہمارا حقیقی دشمن کامیاب نہیں ہو سکا۔ ترپ کا دوسرا پتہ پھینک کر دیوبندی' بریلوی تنازعے کو بڑھا کر ایک مرتبہ پھر فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ تاکہ وہ مخصوص مقاصد حاصل کئے جائیں۔ جو ہمارے دشمن کا اصل ٹارگٹ ہیں۔ ان حالات میں دیوبندی' بریلوی رہنماؤں کے علاوہ حکومت کو بھی غیر معمولی دانشمندی کا ثبوت دینا ہوگا۔

ملکی سیاست اور دہشت کے حوالہ سے ہم امریکہ کی گرفت میں ہیں۔ روس کی شکست و ریخت کے بعد امریکہ مسلم برادری کو اپنے لئے مستقل خطرہ خیال کرتا ہے۔ اس کی سالمیتی اسی میں مضمر ہے کہ اسلامی ممالک اپنے اپنے مسائل میں الجھ کر ایک دوسرے کے قریب نہ آسکیں۔ جن اسلامی مملکتوں کو امریکہ اپنی راہ کا روڑہ سمجھتا ہے۔ وہاں سیاسی' اقتصادی' معاشرتی اور مذہبی طور پر ایسے بحران پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ کہ وہ ممالک اپنی سالمیت' وحدت اور بقا کے علاوہ اور کچھ سوچنے سے قاصر رہیں۔ امریکہ اس وقت بعض اسلامی ممالک سے اٹھنے والی جہاد کی تحریکوں سے سخت پریشان ہے۔ اس کی پریشانی بجا ہے۔ کیونکہ ماضی میں اسی جذبہ

جہاد کی بدولت انگریزی سامراج پٹ کر رہ گیا تھا۔ روح جہاد کو بیدار کرنے اور اس اسلامی عقیدہ کو استحکام بخشنے کے لئے ہمارے دینی مدارس نرسری کا کام دے رہے ہیں۔ یہ دینی ادارے بلاشبہ امریکہ کی آنکھوں کا کانٹا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت بے نظیر کی ہو یا نواز شریف کی۔ دونوں کے ادوار میں دینی مدارس سے متعلق معاندانہ پالیسی ایک جیسی ہے۔

اس وقت پاکستان میں سب سے زیادہ دینی مدارس دیو بندی اور بریلوی مکتبہ فکر کے ہیں۔ کراچی اور ملتان کے حالیہ افسوسناک واقعات کے بعد محسوس ہوتا ہے۔ کہ دونوں مکتبہ فکر کے مدارس کے ٹکراؤ کی سازش تیار کی گئی ہے۔ دشمن دیوبندی بریلوی کشیدگی اور تصادم سے دوہرا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ گذشتہ دنوں عام انتخابات میں دینی جماعتوں کی ہزیمت اور شکست اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہیں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ملک کی سیاست سے آؤٹ کیا جارہا ہے۔ امریکہ ہر حال میں بنیاد پرستی کا خاتمہ چاہتا ہے۔ فروعی مسائل فرقہ وارانہ کشیدگی اور مذہبی دہشت گردی کے نتیجہ میں عوام دینی رہنماؤں سے بددل ہیں۔ دینی فرقوں کے اندر تقسیم در تقسیم اور ذیلی تنظیموں کے قیام کے بعد عملی اتحاد کی صورتیں معدوم ہونے لگی ہیں ہر کسی نے ڈیڑھ انچ کی مسجد بنا رکھی ہے۔ ایک مکتبہ فکر کے اندر کئی کئی راہیں کھل گئی ہیں۔ ہمارے چار بڑے مذہبی فرقوں کا وہی حال کر دیا گیا ہے۔ جو برطانوی سامراج نے سلطنت عثمانہ کا حشر کیا تھا۔ دینی جماعتوں اور ان کے قائدین کے سیاسی طور پر پٹ جانے کی یہی دو باتیں ہیں۔

خدانخواستہ اگر

سانحہ کراچی اور ملتان کے بعد اگر دوسرے فرقہ کے خلاف کوئی واقعہ رونما ہوا۔ تو فرقہ واریت کی آگ بھڑک سکتی ہے تصادم کی راہیں ہموار کی جا رہی ہیں۔ ہمارے دینی' مذہبی راہنماؤں کو جذبات کی بجائے ہوش مندی اور دور اندیشی سے کام لینا ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ دشمن کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے دونوں فرقوں کے زعماء سر جوڑ کر بیٹھیں۔ اور ایسا لائحہ عمل مرتب کریں کہ باہمی تصادم کی بجائے اتفاق و اتحاد کی فضا برقرار رہے اور دشمن کی سازش ناکام ہو۔

بقیہ از ص ۴۱

☆ جواب:۔ کسی کو الزامی جواب دیتے وقت اگر کسی نبی کی تحقیر کا پہلو آگیا تو یہ کفر ہے چاہے جواب دینے والا کوئی کیوں نہ ہو جواب حقیقی ہو یا الزامی۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی توہین و تنقیص کرنا کفر ہے' چنانچہ پہلے علماء نے ایسے قطعاً" نہیں کیا۔ نیز یہ کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ سرزد نہیں ہوا (حوالہ ماسبق) تو حق بات کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی طرف سے یہ بات کہہ رہا ہے نہ کہ الزامی طور پر۔

لاہور تیرے شہر کا "سلطان" اٹھ گیا

7920702-----ہیلو-----السلام علیکم-----علامہ سلطان ہیں؟

جی میں بول رہا ہوں-----آپ کون؟

علامہ صاحب میں ابو ٹیپو خالد بول رہا ہوں

کی حال اے سوہنیوں؟

علامہ صاحب لاہور ہائی کورٹ نے توہین رسالت ﷺ کے ملزمان کو حکومت کے دباؤ پر چھوڑ دیا ہے۔

کیا؟

جی ہاں علامہ صاحب! میں ابھی ہائی کورٹ سے ہی آرہا ہوں----ہیلو----ہیلو-----علامہ صاحب-----علامہ صاحب آپ رو رہے ہیں؟ نہیں علامہ صاحب-----یہ بزدلوں کا کام ہے-----آپ تو مجاہد ہیں-----اگر آپ نے ہمت ہار دی تو ہم ایسے غریب کارکنوں کا کیا بنے گا؟ ہم نے پوری قانونی جنگ لڑی ہے مگر ایڈہاک جیالے ججوں نے بے نظیر بھٹو کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیا ہے' اب ہم اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

(سسکیاں)-----یار خالد! بات یہ ہے کہ یہ ملک بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا۔ لوگوں نے اپنی جانوں اور عزتوں کی قربانی صرف اس لئے دی تھی کہ یہاں اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہو۔ اگر یہاں توہین رسالت ﷺ کے واقعات ہوتے رہیں اور عدالتیں حکومت کے دباؤ پر انہیں رہا کرتی رہیں تو پھر اس آزادی کا کیا فائدہ!

یہ تھے مجاہد ختم نبوت علامہ سلطان جو گذشتہ دنوں ایک حادثہ میں شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محترم دوست امین چوہدری نے مجھے علامہ صاحب کی وفات کی خبر دی تو اختیار آنکھوں میں آنسو جھلک ریسور میرے ہاتھوں سے گر گیا اور بے لیے علامہ صاحب کے گھر فون کیا آئے۔ میں نے اپنے دل کی تسلی کے روح فرسا خبر کی تصدیق کی۔ اسی تو ان کے داماد نے روتے ہوئے اس جنازے پر حاضر ہوا۔ لوگ ان کا رنج و غم کے عالم میں' میں ان کے کو ایک نئی جلاء بخش رہے تھے۔ آخری دیدار کر کے اپنے ایمان و ایقان کی طرح تر و تازہ نظر آرہا تھا' ان علامہ صاحب کا چہرہ ایک شگفتہ گلاب رہی تھی۔ میں نے اپنے بھائی طاہر رزاق صاحب سے کہا کہ "یہ ایک جنتی کا چہرہ ہے" انہوں نے کہا ہاں بے شک ایسا ہی ہے! ان کے دیرینہ دوست جناب الحاج بلند اختر نظامی اور حاجی منظور غم سے نڈھال سسکیاں لے کر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمارا کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ کھیل

بازو ہم سے علیحدہ ہو گیا- میں نے اور جناب اسماعیل شجاع آبادی نے انہیں دلاسا دیا اور کہا کہ علامہ شہید ہیں اور شہید مرا نہیں کرتے- علامہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں' بالکل پہلے کی طرح-

علامہ صاحب کی یاد آتی ہے تو ان کی پوری تصویر ذہن میں ابھر آتی ہے- درمیانہ قد' بھرا بھرا جسم' وجیہہ چہرہ' سیاہ چھوٹی داڑھی' غیور و جسور آنکھیں' جناح کیپ پہنے واسکٹ میں ملبوس' چہرے پر اطمینانیت اور سکون کی رونق' آواز میں گرمی جذبات' علامہ صاحب خلوص و صداقت کی روشنی اور عزیمت و جسارت کی نشانی تھے- وہ دوستوں کے لئے پھول اور دشمنوں کے لئے تلوار تھے- ان کی پوری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں گزری- انہوں نے تنہا اپنی کوشش اور محنت سے اعلیٰ عہدوں پر فائز شخصیات کو نہ صرف اس مسئلہ کی نزاکت سے آگاہ کیا بلکہ انہیں متواتر لٹریچر اور کتب بھی فراہم کرتے رہے- علامہ صاحب کے رخصت ہو جانے کے بعد اب اس محاذ پر جو خلاء محسوس ہو رہا ہے' نہ جانے اس خلاء کو پر ہونے میں کتنی دیر لگے گی- بقول شاعر

؎ یہ شہر آب کو ترسے گا چشم تر کے بغیر

علامہ صاحب کو برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے سینوں میں عشقِ رسالت ﷺ کی شمع روشن کرنے والے بطل حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے خصوصی عقیدت تھی- اسی عقیدت کی وجہ سے وہ 1953ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ انداز میں گرفتار ہوئے اور جیل میں شاہ جیؒ کے ساتھ رہے- انہوں نے شاہ جیؒ کی خدمت عبادت سمجھ کر کی اور اکثر اس پر فخر کرتے- شاہ جیؒ بھی انہیں بچوں کی طرح عزیز رکھتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے-

رسوائے زمانہ گستاخ رسول ﷺ اکرم عربی کی شانِ رسالت ﷺ میں گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں سے کون ناواقف ہے' علامہ صاحب نے اس کے خلاف توہینِ رسالت ﷺ کے تحت نہ صرف مقدمہ درج کروایا بلکہ نامساعد حالات کے باوجود تھانہ سے لے کر اعلیٰ عدالتوں تک اس کیس کی بھرپور پیروی کی اور اس بدبخت کو عدالت سے سزا دلوائی-

علامہ صاحب باقاعدہ علامہ تو نہ تھے مگر اسلام کے نام پر کروڑوں روپے ہڑپ کر جانے اور توہینِ اسلام پر مبینہ چشم پوشی کرنے والے ہزاروں "علاموں" سے بدرجہا بہتر تھے' وہ دینی غیرت و حمیت سے سرشار تھے- محبتِ رسول ﷺ اور گستاخانِ رسول ﷺ سے نفرت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی- وہ ہر جلسہ' جلوس اور پریس کانفرنس میں موجود ہوتے بلکہ اپنی موجودگی کا احساس دلاتے- بڑے خوددار اور صابر و شاکر انسان تھے- انہوں نے انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا- انہوں نے اپنے پسماندگان میں ایک شادی شدہ بیٹی چھوڑی جسے انہوں نے بیٹوں کی طرح پالا اور بہترین اسلامی تربیت کی- وہ شہرت' خودنمائی اور خودستائی سے گریز کرتے بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگتے- جس محفل میں بھی جاتے' اپنی خداداد ذہانت اور مدلل گفتگو کی بدولت اس پر چھا جاتے- ہر مجلس کی جان ہوتے- خوش مزاج اور خوش رو طبیعت کے مالک تھے- اچھے لطیفوں کا ذوق رکھتے تھے اور دوسروں کے لطیفے بھی سن کر داد دیتے' ہمیشہ ہنستے اور ہنساتے رہے- شاعری سننے اور سنانے کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے' محفل میں شریک کوئی شخص اگر ان سے کہتا کہ علامہ صاحب' فلاں نظم سنایئے تو پھر تمام شریکِ محفل بھی اس فرمائش کی تائید کرتے' وہ مسکراتے اور پھر خوبصورت اور منفرد لہجے میں نظم سناتے- انہوں نے "بے ایمان انگریز کی معنوی اولاد کے نام" پاکستانی ترانہ کی پیروڈی یاد کر رکھی تھی جسے وہ سناتے' اپنا اور دوسروں کا جی جلاتے' آپ بھی سماعت فرمائیں-

کھیت گھر زمین شاد باد کار بہترین شاد باد
کوٹھیاں عمارتیں مکان پگڑیاں وزارتیں دکان
لوٹ مار چھین شاد باد بیوقوف لوگ ہیں عوام
رہ گئے غلام کے غلام کرسی عہدہ سلطنت
جوئندہ پائندہ باد لیڈروں کی منزل مراد
ہر طرف سفارشوں کا جال سرنگوں ترقی و کمال
پاک سر زمین میں حلال رشوتوں کا مال
لعنت خدائے ذوالجلال

ایک دفعہ ایک محفل میں خبیث الفطرت جسٹس منیر کی جانبداری' قادیانیت نوازی اور کرپشن کا ذکر چھڑا تو بے اختیار سید سبطِ علی صباء کا شعر سن کر پوری محفل لوٹ لی۔ فرمایا۔

میزانِ عدل تیرا جھکاؤ ہے جس طرف
اس سمت سے دلوں نے بڑے زخم کھالئے

وفات سے کچھ عرصہ پہلے ملک میں "احتساب" کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو استاد دامن کے اشعار سنا کر موجودہ ملکی صورتِ حال کا سو فیصد درست تجزیہ کر دیا۔ اسے پڑھئے اور سر دھنئے۔

قوم دے غدارو! تے پکارو تے ککارو ہُن گئے ہوئے فرنگیاں نوں' مڑ کے ہُن بُلائی جاؤ
قوماں دیاں قوماں تُسی' ٹوٹے ٹوٹے کیتیاں بندہ بندہ' ٹوٹے ٹوٹے' بُندا تے کرائی جاؤ
کھائی جاؤ' کھائی جاؤ' بھیت کِنے کھولنے؟ وِچو وِچی کھائی جاؤ' اُتوں رولا پائی جاؤ
چاچا دَے بھجے نوں' بھتیجا دیوے چاچے نوں آپو وِچ وَنڈی جاؤ تے آپو وِچ کھائی جاؤ
اٹھاں مارے اَٹھی نوں' گھسن وَجے تھمی نوں جنی تماتھوں اَٹھی پَیندی' اونی اَٹھی پائی جاؤ
مری دیاں چوٹیاں تے چھٹیاں گزار کے غریباں نوں کشمیر والی' سڑکو سڑکی پائی جاؤ
ڈھڈ بھرو اپنے' تے ایہناں دی کیہ لوڑ اے؟ بھکھیاں نوں لمیاں کہانیاں سُنائی جاؤ
"بند جے شراب کیتی" وارے جائیے بندشاں دے گھرو گھری پٹیاں تے پٹیاں چُکائی جاؤ
تولہ ماسہ رول کے غریباں دی کمائی چوں امریکہ کولوں کاراں لتے کاراں منگوائی جاؤ

الغرض علامہ صاحب کی زندگی ایک تاریخ ہے----روشن تاریخ----جو ہر شخص کے لئے باعثِ فخر ہے۔ ان کی یاد کبھی نہ بھلائی جاسکے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ بنادے۔ آمین

پیدا کہاں ہیں' یارو اب ایسی ہستیاں

قسط نمبر۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ تک سند حدیث۔

مولانا محمد یوسف متالا
برطانیہ

شیخ ابو طاہر کردی

آپ کی ولادت پنجشنبہ یا جمعہ ۲۱ رجب ۱۰۸۱ھ میں ہوئی اور ۹ یا ۴ رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ نام محمد عبدالسمیع' ابو طاہر کنیت اور جمال الدین لقب ہے۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ کے حصول کے بعد شیخ برزنجی' شیخ عجیمی وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور حرم نبوی میں درس دینا شروع کیا نیز طریقت میں اپنے والد ماجد سے خلافت بھی پائی۔ علمائے ہند میں سے شیخ عبداللہ لاہوری' ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے ذریعے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے علوم سے بھی استفادہ کیا نیز شیخ سعید کوکنی سے بھی پڑھا بالخصوص فتح الباری ان سے پڑھی۔ آپ کو علوم شرعیہ کے علاوہ منطق' حساب' جبر اور مقابلہ وغیرہ میں بھی مہارت تھی۔ آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ لکھا ہے کہ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابوں کی ۷۰ کے قریب جلدیں تھیں جن میں فصوص الحکم کی شروح بھی ہیں۔

شیخ ابراہیم بن حسن کردی کورانی

ولادت ۱۰۲۵ھ بمطابق ۱۶۱۶ء میں ہوئی۔ کردستان کے پہاڑی علاقے شہرزور میں آپ نے نشو ونما پائی اور اپنے علاقے کے علماء سے عربیت' اصول' بیان' تفسیر وغیرہ کے حصول کے بعد سماع حدیث کے لئے حرمین اور مصر و شام کا سفر کیا۔ آپ نے اپنے مشائخ کا ذکر "الامم لقود الحکم" میں خود کیا ہے اور ہر ایک کے حالات لکھے ہیں۔ آپ نے شیخ احمد قشاشی سے خصوصی طور پر حدیث میں استفادہ کیا۔ نیز راہ سلوک طے کر کے ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ تصوف و سلوک کا مذاق اپنے بغداد کے دو سالہ قیام کے دوران حضرت پیران پیر کے مزار پر بہ کثرت حاضری کے ذریعے پیدا ہوا۔

آپ نے مدینہ منورہ میں ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔ علامہ عابد سندھی "حصر الشارد" میں فرماتے ہیں کہ آپ جامع بین المنقول و المعقول تھے نیز ابن عربی' جیلی' قاشانی' قونوی اور قیصری کی کتب حقائق کے ماہر تھے۔ پچاسوں تالیفات آپ نے یادگار چھوڑیں جن میں حدیث کی "کتاب الامم" اور "لکفایہ" مشہور ہیں۔

شیخ احمد بن محمد قشاشی ابن عبدالنبی ابن شیخ احمد الدجانی

دجانہ بیت المقدس کے قریب ایک جگہ ہے اس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی تو یونس تھا مگر انہیں عبدالنبی اسلئے کہتے تھے کہ وہ لوگوں کو اجرت دے کر مسجد بٹھاتے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہیں۔ سو کے قریب مشائخ سے آپ نے استفادہ کیا اور تلقین کی اجازت و خلافت پائی۔ آپ کو اپنے والد محترم سے بھی خرقہ ملا۔ آپ نے ایک مرتبہ خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پورا قرآن مجید سنایا۔ ۱۰۷۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ فضائل درود شریف' زیارت مدینہ منورہ اور وحدت الوجود کے علاوہ تصوف کے موضوع پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

شیخ احمد بن علی بن عبدالقدوس بن محمد عباسی شناوی

آپ علم شریعت و طریقت کے جامع تھے آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد کے علاوہ سید غضنفر' شیخ محمد بن ابوالحسن اور بالخصوص علم حدیث میں شیخ شمس الدین رملی ہیں طریقت میں آپ نے اپنے والد سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ان کے بعد شیخ صبغۃ اللہ بن روح اللہ سندھی سے روحانی استفادہ کیا اور خلافت پائی۔ شیخ غوث گوالیاری کی مشہور کتاب جواہر خمسہ پر آپ کا حاشیہ بھی ہے اور سیرت کے مبارک موضوع اور تصوف پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

۸ ذی الحجہ ۱۰۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور بقیع غرقد میں اپنے شیخ صبغۃ اللہ کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

شیخ محمد بن احمد بن حمزہ الرملی

اسم گرامی محمد' شمس الدین لقب اور الشافعی الصغیر عرف تھا۔ ولادت جمادی الاولیٰ ۹۹۹ھ میں منوفہ (مصر) میں ہوئی۔ اولاً" قرآن مجید یاد کیا۔ تمام تر تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ حدیث کی سند آپ کو شیخ زکریا انصاری اور شیخ برہان الدین ابی شریف سے بھی حاصل ہے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد ان کی مسند درس پر متمکن ہوئے۔ آپ کے تفسیر' حدیث اور فقہ کے دروس میں وقت کے نامور علماء بھی استفادہ کی غرض سے شریک ہوتے آپ کئی مدارس کے متولی رہے۔ آپ کی جلیل القدر علمی اور عملی خدمات کی وجہ سے شیخ شلبی اور بعض علماء نے آپ کا شمار مجددین میں کیا ہے۔ یکشنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۰۰۴ھ کو مصر میں انتقال ہوا۔

شیخ زین الدین زکریا بن محمد بن احمد بن زکریا الانصاری

۸۲۳ھ میں سنیکہ (جو مصر کا ایک چھوٹا سا شہر ہے) میں پیدا ہوئے اور یہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ حفظ قرآن کریم اور فقہ کی چند ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد ۸۴۱ھ میں قاہرہ آئے اور کچھ عرصہ ٹھہر کر وطن واپس لوٹ گئے۔ کچھ مدت کے بعد دوبارہ قاہرہ آئے اور جامع ازہر میں ٹھہر کر علوم اسلامیہ کی تحصیل میں ہمہ تن

مشغول ہو گئے۔ اس دور کے متعلق خود فرماتے تھے کہ "جامع ازہر میں اکثر بھوکا رہتا ناچار رات کو نکلتا اور تربوز کے چھلکے تلاش کرتا جو وضو کی جگہ کے قریب مل جاتے انہیں دھوتا اور کھا کر پیٹ بھرتا اسی طرح کئی برس گذر گئے" تفسیر' حدیث' فقہ' اصول اور ادب کی تعلیم اس دور کے نامور علماء سے حاصل کی اور کم و بیش ڈیڑھ سو محدثین سے روایت حدیث کی اور سینکڑوں علماء سے درس و تدریس اور افتاء کی اجازت حاصل کی۔ طریقت میں آپ کو متعدد مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی جن میں شیخ ابوالعباس احمد بن علی الاتکاوی' شیخ ابو الفتح محمد بن احمد الغزی' شیخ ابو حفص عمر بن علی النبتیتی' شیخ احمد بن الفقیہ الدمیاطی اور شیخ زین الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن علی التمیمی شامل ہیں۔ بعد ازاں درس و تدریس شروع کی اور نہایت خوشحال زندگی بسر کی۔ عہدہ قضا پر تقرر تین ہزار درہم یومیہ پر ہوا۔ اس کے بعد نہایت عظیم الشان مناصب پر فائز ہوئے۔ شاہ مصر اشرف قایتبائی کی نظر میں موصوف کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ ۸۸۶ھ میں ملک موصوف نے آپ کو قاضی القضاۃ بنا دیا۔ شیخ اس منصب پر بیس برس فائز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ کے علم و عمل' مال و دولت اور عمر ہر چیز میں برکت عطا فرمائی تھی۔ جس فراوانی سے خدا تعالیٰ نے دیا تھا اسی طرح دل کھول کر راہ خدا میں دیتے اور اس طرح کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی پتہ نہ چلتا بعض ناداروں کا یومیہ اور ماہانہ تک مقرر تھا۔ عمر سو سال سے تجاوز کر گئی لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ بیماری میں بھی نوافل کھڑے ہو کر ادا کرتے۔ آپ نے شرح تفسیر بیضاوی' شرح بخاری و مسلم وغیرہ متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا ہزاروں طالبان حدیث نے آپ سے استفادہ کیا۔

بروز سہ شنبہ ۳ ذیقعدہ ۹۲۶ھ کو رحلت فرمائی۔ عمر مبارک ۱۰۳ برس تھی۔ شیخ عبداللہ بن عمر یا مخرمہ نے آپ کو دسویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ

ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد ابن حجر العسقلانی ۲۳ شعبان ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لئے اولاً" اسکندریہ اور بعد ازاں شام' حلب' حجاز' یمن وغیرہ بلاد اسلامیہ میں تشریف لے گئے اور ایسی محنت سے تحصیل علوم کی' خود اساتذہ و مشائخ آپ کی جلالت شان کے قائل ہو گئے اور آپ کو اپنے اوپر ترجیح دینے لگے۔

آپ وقت کی بہت حفاظت فرماتے تھے۔ کسی وقت فارغ نہ بیٹھتے بلکہ مطالعہ کتب' تصنیف و تالیف اور عبادت میں سے کسی ایک کام میں مشغول رہتے۔ اللہ پاک نے آپ کے اوقات میں بہت برکت عطا فرمائی تھی۔ آپ کو نظم و نثر پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے متجاوز ہے جن میں سے اکثر ضخیم اور متعدد جلدوں پر مشتمل اور نہایت مفید علوم سے لبریز ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری آپ ہی کی تصنیف ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ امام بخاری کی الجامع الصحیح کی شرح امت پر قرض تھی جو آپ نے فتح الباری لکھ کر ادا کر دیا ہے۔ آپ کی جملہ تصانیف کو آپ کی حیات ہی میں قبول عظیم حاصل ہوا اور دور

اہل علم میں قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ آپ کے علم و اوقات میں یہ برکت اور تصانیف کی مقبولیت حضرت شیخ صناقبری کی (جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے) دعاء کی برکت تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی ایک دن وہ اسی شکستہ دلی کی حالت میں شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کردے گا۔

آپ کی وفات ۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ سنیچر کی شب کو قاہرہ (مصر) میں ہوئی اور قرافہ صغریٰ میں مدفون ہوئے۔

محدثین میں آپ کا پایہ نہایت بلند تھا اپنی زندگی میں آپ امیرالمومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اہل ایمان پر خدا تعالیٰ کے احسانات میں سے دولت ایمان کے بعد سب سے بڑا احسان حافظ ابن حجر کا وجود ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ علم حدیث کے ایسے بلند مرتبے پر فائز ہیں کہ اس مرتبے پر آپ کے بعد کوئی نہ پہنچ سکا اور علم حدیث میں مشرق و مغرب کا مدار آپ پر ہی ہے۔ آپ کے بعد جو شخص علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ آپ کی کتب سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

شیخ ابراہیم بن احمد التنوخی

۷۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور دمشق میں تعلیم و تربیت پائی۔ الرضی' ابو حیان اندلسی اور ابن السراج جیسے علماء کی شاگردی اختیار کی۔ جن شیوخ سے آپ کو روایت حدیث کی اجازت ہے ان کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے۔ حدیث میں آپ کا شمار ان محدثین میں ہوتا ہے جن سے ان کے اساتذہ بھی روایت کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی جیسے اساتذہ نے بھی آپ سے روایت کیا ہے۔

اخیر عمر میں بعض عوارض کی وجہ سے زبان موٹی ہوگئی تھی۔ پھر بینائی بھی جاتی رہی جس کی وجہ سے "برہان الشامی الضریر" کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ حدیث بھی تب کم سناتے حافظ ابن حجر آپ کے متعلق لکھتے ہیں" مجھے ایک زمانہ تک آپ کی صحبت میں رہنے کی سعادت حاصل رہی ہے میں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ انہوں نے میرے حق میں دعا بھی کی تھی جس کے آثار اب محسوس کرتا ہوں۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا اس زمانے میں جمادی الاولیٰ ۸۰۰ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

شیخ احمد بن ابی طالب الحجار

۶۲۴ھ سے قبل پیدا ہوئے اور ۶۳۰ھ میں دمشق میں محدث زبیدی سے صحیح بخاری کا سماع کیا بعد ازاں اس عہد کے نامور محدثین جیسے ابن اللتی' قطیعی' ابن روزبہ اور جعفر بن علی سے حدیثیں سنیں۔ پھر درس حدیث دینا شروع کیا۔ عمر نہایت طویل پائی تھی۔ مختلف بلاد اسلامیہ دمشق' قاہرہ' حماۃ اور بعلبک وغیرہ میں ساٹھ مرتبہ صحیح بخاری پڑھائی۔ سرخی مائل بھورا رنگ تھا۔ بڑھاپا دیر سے ظاہر ہوا۔ باہمت صاحب فہم و فراست تھے۔ سلطان الملک الناصر نے بھی ان سے حدیث کا سماع کیا۔ حفاظ حدیث ان پر ٹوٹے پڑتے تھے اور

دور دراز شہروں سے سفر کر کے ان کے پاس پہنچتے۔ شیخ محب الدین المحب نے وفات سے ایک دن پہلے ان سے صحیح بخاری شریف پڑھنا شروع کی اور پھر دوسرے دن جو ان کی وفات کا دن تھا ظہر تک پڑھی اور عصر کے قریب آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ پیر کا دن اور صفر المظفر ۷۳۰ھ کی پچیس تاریخ تھی۔

شیخ حسین بن المبارک ابن محمد بن یحییٰ بن علی الزبیدی البغدادی الحنفی

آپ مذاہب فقہیہ کے وسیع النظر عالم اور روایت حدیث کے مستند شیوخ میں سے تھے۔ ۵۴۵ یا ۵۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اولاً مختلف قراتوں کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اور پھر علوم و فنون کی تحصیل کی آپ کو لغت اور قرات کے علاوہ ادب میں بھی بہت مہارت حاصل تھی۔ اپنے دادا شیخ ابوالوقت ابو زرعہ اور ابوزید حموی سے حدیث و فقہ پڑھی اور ان میں بصیرت پیدا کی۔ بغداد، دمشق اور حلب وغیرہ شہروں میں درس حدیث دیا بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث سنی اور حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں "البلغۃ فی الفقہ" اور لغت اور قرات کے متعلق متعدد منظومات شامل ہیں۔

۲۳ صفر ۶۳۱ھ میں انتقال ہوا اور جامع منصور (بغداد) کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالاول بن عیسیٰ السجزی

حافظ ذہبی آپ کا ذکر نہایت بلند الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ ۴۵۸ھ میں ولادت ہوئی اور ۴۶۵ھ میں صرف سات سال کی عمر میں حدیث کے درس میں شریک ہوئے۔ آپ نے محدثین کی ایک بڑی جماعت سے استفادہ کیا بعد ازاں مسند درس پر رونق افروز ہوئے اور عالم اسلام کے مختلف بلاد و امصار میں درس حدیث دیا۔ درس حدیث میں آپ کو غیر معمولی شہرت حاصل تھی آپ کثرت سے تلاوت کرنے والے، بڑے ذاکر، تہجد گذار اور خوف خدا سے بہت زیادہ آہ و بکا کرنے والے تھے۔ علم حدیث کی تحصیل کے دوران آپ نے بڑی مشقتیں برداشت کیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "ابھی میری عمر دس سال بھی نہ ہوئی تھی کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ہرات سے بوشنج کا پیدل سفر علم حدیث کی خاطر کیا اس طرح کہ میرے والد ماجد (جو اپنے لخت جگر کی تربیت کے متعلق بہت فکر مند رہتے تھے) دوران سفر میرے دونوں ہاتھوں پر پتھر رکھتے اور فرماتے کہ چلو میں اس حال میں ان کے ڈر کے مارے چلتا اس دوران وہ مجھ پر گہری نظر رکھتے۔ پھر جب محسوس کرتے کہ میں تھک گیا ہوں تو فرماتے کہ ایک پتھر پھینک دو اب کچھ بوجھ ہلکا ہو چکا ہوتا میں پھر چلتا تا آنکہ وہ محسوس کر لیتے کہ میں ایک پتھر اٹھانے سے بھی عاجز ہو چکا ہوں تو پوچھتے کہ کیا تھک گئے؟ میں ڈر کے مارے نفی میں جواب دیتا تو وہ ڈانٹتے کہ "پھر چال میں یہ سستی کیسی؟" میں ڈر کے مارے تیز چلتا اور جب بالکل تھک جاتا تو وہ پتھر مجھ سے لے کر پھینک دیتے پھر میں چلتا رہتا یہاں تک کہ جب وہ محسوس کرتے کہ اب میرے لئے مزید برداشت ممکن نہیں تو وہ مجھے اٹھا کر کندھے پر سوار کر لیتے اور چلتے رہتے۔ دوران سفر ہمارا گزر جب کسی بستی پر ہوتا تو وہاں کے لوگ میرے والد صاحب کو پیشکش کرتے کہ آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ کو بوشنج تک سواری پر چھوڑ آئیں؟ والد صاحب جواب میں فرماتے کہ "میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی حدیث کی تحصیل کیلئے سوار ہو کر جاؤں۔ رہا میرا یہ بچہ تو جب یہ تھک جائے گا تو میں اسے خود اپنے کندھوں پر سوار کرلوں گا۔"

منگل کی رات چھ ذیقعد ۵۵۳ھ کو ۹۵ برس کی عمر میں دارفانی کو الوداع کہا اور شونیزیہ میں دفن ہوئے۔ اس سال آپ کا ارادہ سفرحج کا تھا جس کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ وفات سے پہلے وصیت کی کہ مجھے میرے مشائخ کے قدموں میں دفن کرنا۔ وفات کے وقت بڑے ذوق و شوق سے ذکر کر رہے تھے آنکھیں بند تھیں۔ کسی نے حدیث پڑھی "**من کان اخر کلامہ لاالہ الا اللہ دخل الجنتہ**" سنا تو آنکھیں کھول دیں اور فرمایا "**یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین**" حاضرین یہ سن کر مبہوت رہ گئے آپ اسی حال میں تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ سورہ ختم کی اور اللہ' اللہ' اللہ کہتے ہوئے جاں جان آفریں کو سپرد کردی۔ رحمتہ اللہ رحمتہ واسعتہ

شیخ ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد الداؤدی

ربیع الاول ۳۷۴ھ میں ولادت ہوئی۔ شیخ ابو علی فجروی سے ادب' ابوبکر المروزی' ابوالطیب صعلو کی' ابو حامد اسفرائینی اور فقیہ ابو سعید بحر بن منصور سے نیشاپور' بغداد اور بوشنج میں فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابو علی الدقاق اور ابوعبدالرحمٰن سلمی سے تصوف کی تعلیم حاصل کی اور ان حضرات کی صحبتوں سے خوب فائدہ اٹھایا۔ بعد ازاں متعدد محدثین کے احادیث کے دروس میں شریک ہوئے۔ جب مسند درس پر رونق افروز ہوئے تو نہ صرف حدیث بلکہ فقہ و ادب کے طالبین کی علمی پیاس بھی بجھاتے رہے۔ آپ کو نظم و نثر پر یکساں قدرت تھی۔ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور ان سب مصروفیات کے ساتھ بڑے ذاکر و شاغل تھے ہونٹ ہمیشہ ذکر الٰہی کی وجہ سے متحرک رہتے۔ ایک مرتبہ لبیں تراشنے کے لئے حجام نے عرض کیا کہ ذرا خاموش ہو جایئے ہونٹوں کو حرکت نہ دیجئے تو فرمایا کہ "وقت کی رفتار روک لو میں ذکر روک دوں گا"

آپ نہایت پرہیزگار تھے۔ جب ترکمانوں نے خراسان لوٹا تو آپ نے چالیس برس تک گوشت صرف اس لئے نہ کھایا کہ کہیں مویشی لوٹ مار کے نہ ہوں اور صرف مچھلی پر گزر کی اور جب ان کو بتایا گیا کہ نہر کے جس کنارے مچھلیاں شکار کی جاتی ہیں وہاں ان کے سرداروں نے کھانا کھایا تھا اور جو بچ رہا وہ اس میں پھینک دیا تو آپ نے مچھلیاں کھانا بند کردیں۔ شوال ۴۶۷ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں رحلت ہوئی اور بوشنج میں دفن کئے گئے۔

شیخ عبداللہ بن احمد السرخسی

۲۹۳ھ میں ولادت ہوئی۔ اس عہد کے اکابر محدثین سے سماع کیا۔ فربری کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے اور "راوی صحیح بخاری" کے لقب سے مشہور تھے۔

اٹھاسی سال کی عمر میں ماہ ذی الحجہ ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد بن یوسف الفربری

۲۳۱ھ میں ولادت ہوئی علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد ارباب کمال سے احادیث کا سماع کیا امام بخاری سے صحیح بخاری دو مرتبہ سنی۔ اولاً ۲۴۸ھ میں اپنے وطن فربر میں' بعد ازاں ۲۵۲ھ میں مصنف کے وطن بخارا میں۔ امام بخاری کے شاگردوں میں آپ کا انتقال سب سے آخر میں ہوا۔ بقول صاحب شذرات الذہب امام بخاری سے روایت کرنے والوں میں آپ سب سے بہتر ہیں۔ آپ ثقہ اور پرہیزگار تھے۔ ۸۹ سال کی عمر میں ۳ شوال ۳۲۰ھ کو انتقال ہوا۔

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ

اسم گرامی ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ الجعفی ہے۔ ولادت بروز جمعہ ۱۹۴ھ ۱۳ شوال کو بخارا میں ہوئی۔

آپ کے جد امجد بردزبہ آتش پرست تھے البتہ مغیرۃ نے آبائی دین چھوڑ کر یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بخارا منتقل ہوگئے۔ امام بخاری کے والد ماجد اسماعیل حضرت امام مالک اور حماد بن زید کے شاگردوں میں ہیں۔ ان کی زندگی ایسی صاف ستھری تھی کہ مرتے وقت فرمایا کہ میرے ترکہ میں کوئی مشتبہ مال بھی نہیں۔ صغر سنی میں والد ماجد کے انتقال پر آپ کی یتیمی کا زمانہ والدہ ماجدہ کے زیر تربیت گزرا۔ بچپن میں آپ کی بینائی کسی بیماری کی وجہ سے چلی گئی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں بینائی لوٹ آنے کی بشارت دی اٹھ کر دیکھا تو یہ خواب حقیقت تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ دس سال یا اس سے بھی کم سنی میں مجھے حفظ حدیث کا الہام ہوا۔ یہاں تک کہ آپ محدث داخلی کے درس میں آنے جانے لگے اور گیارہ سال کی عمر میں دوران درس استاذ داخلی کی ایک سند کی غلطی کی نشان دہی فرمائی کہ وہ پڑھ رہے تھے "سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم" امام بخاری نے عرض کیا کہ "ابوالزبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے بلکہ یہ الزبیر بن عدی عن ابراہیم ہے۔" چنانچہ استاذ نے اصل کی طرف مراجعت کی تو اشکال کو درست پایا اور اپنی کتاب کی اصلاح کی۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے عبداللہ بن المبارک اور وکیع کی کتابیں حفظ کرلی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ اپنے بھائی احمد جو عمر میں آپ سے بڑے تھے ان کے ساتھ غالباً ۲۱۰ھ میں سفر حج فرمایا۔ حج سے فراغت پر والدہ ماجدہ اور بھائی واپس لوٹ آئے۔ آپ کے بھائی احمد نے بخارا میں انتقال فرمایا اور امام بخاری مکہ میں طلب علم کی نیت سے مقیم رہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں قضایا الصحابہ والتابعین کتاب تصنیف کی ہے اور میں نے مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس بیٹھ کر تاریخ تصنیف کی ہے۔ آپ نے حرمین سے شام' مصر' الجزیرۃ' بصرہ' کوفہ اور بغداد کا سفر فرمایا اور وہاں کے محدثین آپ کے خلاف معمول حافظہ اور ذہانت کی وجہ سے آپ کے گرویدہ ہوگئے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آپ کو بھی مسئلہ خلق قرآن کی وجہ سے مصیبتیں اٹھانی

پڑیں کیوں کہ معتزلہ کا زور تھا ان کا عقیدہ تھا کہ قرآن حادث ہے مخلوق ہے امام احمد اور امام بخاری نے اس کے بر عکس فتوی دیا کہ قرآن قدیم ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بغداد سے بددل ہو کر جب بخارا پہنچے تو وہاں کے امیر خالد نے اپنے محل میں آکر اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے امام کو فرمایا جب حضرت امام نے اس کو منظور نہ فرمایا تو اس نے آپ کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ نکلتے وقت آپ نے اس کے لئے بددعاء کی جو قبول ہوئی' بخارا سے نکل کر حضرت امام نے سمرقند تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں خرتنگ نامی مقام پر قیام فرمایا جہاں آپ کو اطلاع ملی کہ سمرقند والوں میں بھی آپ کے موافق ومخالف دو گروہ ہو گئے اس پر آپ نے یہ دعاء کی "اللھم ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک" رمضان کے اخیر عشرہ میں یہ دعاء ہوئی اور عید کی شب میں آپ کی وفاۃ ہو گئی اور بروز عیدالفطر' سنیچر کے دن ۲۵۶ھ بعد نماز ظہر آپ کو خرتنگ میں دفن کیا گیا۔ عرصہ تک آپکی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔

شیخ حسن الشاعر جن کا چند سال قبل سعودیہ میں انتقال ہوا اور وہ اصلاً بخاری ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خرتنگ کے علاقہ میں سیلاب آگیا۔ خطرہ ہوا کہ پانی آپ کے مزار تک پہنچ جائے گا چنانچہ راتوں رات آپ کی قبر کو کھولا گیا تاکہ امام بخاری کو دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔ حاضرین نے حق تعالی کی قدرۃ کا مشاہدہ کیا کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ صدیوں بعد بھی ایسے ہی تھے جیسا کہ آج قبر میں رکھا گیا ہو۔

امام بخاری اور آپ کی صحیح

حضرت امام نے یہ کتاب سولہ سال کے عرصہ میں تصنیف فرمائی۔ غالباً ۲۱۷ھ میں اس کی ابتداء اور ۲۳۳ھ میں اس کی تالیف سے فراغت ہے۔ آپ نے یہ کتاب چھ لاکھ احادیث سے منتخب کرکے لکھی ہے۔ امام نووی کے قول کے مطابق بمع مکررات اس میں ساڑھے سات ہزار اور بحذف مکررات ساڑھے تین ہزار اور بقول حافظ ابن حجر مع المکررات نو ہزار اور بغیر المکررات ڈھائی ہزار احادیث ہیں۔

صحیح بخاری کے امتیازات میں سے یہ امتیاز بھی ہے کہ اسمیں ثلاثی روایات زیادہ ہیں جن کی تعداد ۲۲ ہے جن میں ۲۰ ثلاثی روایات میں امام بخاری کے استاذ یا استاذ الاستاذ حنفی ہیں جیسا کہ مکی بن ابراہیم کے ترجمہ میں بھی گذر چکا ہے۔

حضرت مکی ابن ابراہیم

آپ کا اسم گرامی مکی ابن ابراہیم ابوالسکن التمیمی الحنظلی ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میری ولادت ۱۲۶ھ میں ہوئی اور سترہ سال کی عمر میں ہی طلب حدیث میں میں مشغول ہوا آپ کے اساتذہ حدیث میں یزید بن عبید' امام جعفر صادق بھنو بن' حکیم' امام اعظم ابو حنیفہ ہشام بن حسان اور ابن جریج وغیرہ ہیں۔

آپ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری وغیرہ کے اساتذہ میں ہیں۔ امام بخاری نے ثلاثی روایات آپ سے لی ہیں۔ امام نسائی' دارقطنی بھی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کے حالات میں عبدالصمد بن الفضل البلخی فرماتے ہیں کہ میں نے خود مکی ابن ابراہیم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ساٹھ حج کئے' ساٹھ عورتوں

سے نکاح کیا' دس برس مکہ میں رہا اور سترہ تابعین سے میں نے حدیثیں لکھی ہیں۔ موفق مکی بن ابراھیم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے اور حدیث اور فقہ حاصل کیا۔ اور انہیں اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اسمٰعیل بن بشر کہتے ہیں کہ مکی بن ابراھیم نے ایک مرتبہ درس حدیث شروع کیا اور "حدثنا ابوحنیفہ" کہا ہی تھا کہ ایک اجنبی شخص چیخنے لگا کہ ہمیں ابن جریج کی حدیثیں سنایئے امام ابوحنیفہ کی حدیثیں ھمیں نہ سنائیں۔

یہ سنکر مکی بن ابراھیم نے درس موقوف کردیا اور فرمایا کہ ھم احمقوں کو حدیث نہیں پڑھائیں گے اور جب تک اس شخص کو مجلس سے نکال نہیں دیا گیا وہاں تک درس موقوف رکھا۔ اسکے بعد پھر حدثنا ابوحنیفہ کہکر پھر حدیثیں سنانی شروع کیں۔(مقدمہ اوجز المسالک ص۵۹)

حضرت یزید بن ابی عبید

آپ کا نام ابو خالد یزید بن ابی عبید الا سلمی ہے آپ اپنے مولیٰ حضرت سلمہ بن الاکوع سے بھی روایت کرتے ہیں۔ امام ابوداؤد' ابن معین عجلی اور ابن سعد نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ واقدی فرماتے ہیں کہ مدنیہ منورہ میں محمد بن عبداللہ کے خروج سے پہلے ۱۴۷ یا ۱۴۶ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔(کوثر المعانی اور داری صفحہ۴۶)

حضرت سلمتہ ابن الاکوع

آپ کا نسب یوں ہے سلمتہ بن الاکوع سنان بن عبداللہ بن قیس بن خزیمتہ بن مالک بن سلامان الاسلمی۔ آپ بڑے بہادر اور زبردست تیر انداز تھے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت عجیب ہے فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک بھیڑیئے کو دیکھا کہ وہ ایک ہرن کو پکڑے ہوئے ہے میں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ ہرن میں نے اس سے لے لیا وہ بھیڑیا بولنے لگا کہ تیرا ناس ہو اللہ نے مجھے روزی کے طور پر یہ ایک ہرن دیا تھا تیرا تو یہ حال نہیں تھا کہ تو مجھ سے یہ چھین رہا ہے تو میں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ یہ تو عجیب بات ہے کہ بھیڑیا بول رہا ہے اس پر بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے باغ میں تمہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں اور تم ہو کہ بتوں کی عبادت پر مصر ہو۔" حضرت سلمتہ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کرلیا۔

پیادہ فوج میں سب سے امتیازی تمغہ آپ کو عطا ہوا چنانچہ ارشادِ نبوی ہے "خیر رجالتنا سلمتہ بن الاکوع" یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دوگنا حصہ عطا فرمایا کہ آپ باوجود پیادہ ہونے کے سوار سے بھی دوڑنے میں سبقت لے جاتے تھے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے صحابہؓ میں سے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بیعت کے موقع پر ایک مرتبہ ان کے بیعت کرلینے کے بعد دو مرتبہ خود آواز دے کر بلایا اور دوسری اور تیسری مرتبہ پھر ان سے بیعت لی۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد تنہائی اختیار کرلی اور ربذہ میں رہنے لگے انتقال سے چند راتیں قبل

مدینہ منورہ منتقل ہوگئے اور ۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت عمر اسی برس تھی۔

سید الکونین فخر دو عالم

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

آقائے نامدار فخر کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف اس طرح پر ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو اس سال ہوئی جس سال ابرہہ نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے ۲ ماہ بعد ہی آپ کے والد ماجد عبداللہ انتقال فرما گئے۔ والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے رضاعت کے لئے اور پرورش کے لئے حضرت حلیمہ بنت ابوذویب سعدیہ کے سپرد کیا اور اس طرح تقریباً ۴ سال بنو سعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسم نے پرورش پائی اس کے بعد والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ننھیال تشریف لے گئیں اور مکہ مکرمہ واپس سفر میں ابواء نامی جگہ میں والدہ آخرت کی طرف سفر فرما گئیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال تین ماہ اور دس دن تھی۔ اس کے بعد حضرت ام ایمن جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی باندی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچیں اور اب دادا عبدالمطلب کی نگرانی اور حضرت ام ایمن کی گود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرورش پاتے رہے۔ یہاں تک کہ آٹھ سال کی عمر میں جدامجد کا سایہ بھی اٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی دولت چچا ابو طالب کی قسمت میں آئی۔ ۱۲ سال کی عمر میں ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ سفر میں شام لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شام کا دوسرا سفر ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کی درخواست پر تجارت کی خاطر ہوا اس سفر میں حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ سفر سے واپسی کے ۲ ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا۔ قریش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزت و احترام کے مقام پر تھے اسی بناء پر کعبتہ اللہ کی تعمیر کے دوران حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کے سلسلے میں جب اختلاف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ برس کی تھی۔ جب عمر شریف ۴۰ برس کی ہوئی تو غار حراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی سورۃ "اقراء" کا نزول ہوا اور نبوت سے سرفراز فرمائے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی علی الاعلان توحید و رسالت کی دعوت شروع فرمائی تو مخالفت اور ایذاء رسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام کو حبشہ ہجرت کرنی پڑی اور پھر جب عمر شریف ۵۰ سال کے قریب ہوئی اور چچا ابو طالب انتقال کر گئے اور ان کے بعد حضرت خدیجہؓ بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں اور وفات پاگئیں تو مخالفین کی ایذاء رسانی انتہا کو پہنچ گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف سفر فرمایا۔ وہاں بھی مخالفین نے یہی وطیرہ ایذاء رسانی کا اختیار کیا جس کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ واپس

لوٹ آئے۔ مکہ مکرمہ واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے ساتوں آسمان اور عرش تک جسمانی معراج کرائی گئی اور واپسی میں پانچ نمازوں کا تحفہ ملا نمازوں کے بعد پھر زکوۃ روزہ' حج' جہاد وغیرہ فرض ہوئے اور دیگر احکام آئے۔ جب عمر مبارک ۵۳ برس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ یہاں دس برس اور دو مہینے قیام رہا اور ۶۳ برس اور ۴ ماہ کی عمر میں ہجرت کے گیارہویں سال میں پیر کے دن چاشت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں قبر بنائی گئی۔ پہلے جبرائیل امین اور ملائکہ نے' پھر اہل بیت نے' پھر تمام صحابہ نے مردو' عورتوں اور بچوں نے انفرادی طور پر نماز جنازہ ادا کی اور تیسرے دن بدھ کی شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

ازدواج مطہرات

حضرت خدیجہ' حضرت سودہ' حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت زینب بنت خزیمہ' حضرت ام سلمہ' حضرت زینب بنت جحش' حضرت جویریہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت صفیہ' حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن وارضاہن

ان تین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا تھا۔ حضرت اسماء بنت نعمان' حضرت ام شریک' بنت دودان' خولہ بنت خذیل۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور باندیوں میں حضرت ماریہ اور حضرت ریحانہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان میں حضرت طیب' طاہر' ابراہیم اور قاسمؓ ہیں۔ صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہ' حضرت زینب' حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثومؓ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بنے ڈھائی برس خلافت پر فائز رہ کر ۱۳ھ میں آپ نے وفات پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں مدفون ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور دس برس خلیفہ رہ کر آپ شہید کئے گئے جب کہ عمر ۶۳ برس تھی آپ کی شہادت ۲۳ھ ذی الحجہ میں ہے۔ آپ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے اور گیارہ برس آپ کی مدت خلافت رہی ۳۵ھ میں آپ کو شہید کیا گیا اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ اس کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب خلیفہ ہوئے آپ کی مدت خلافت پانچ برس ہے۔ ۵۸ برس کی عمر میں ۴۰ھ میں آپ کو شہید کیا گیا اور کوفہ میں آپ کی قبر شریف ہے۔

ان خلفائی اربعہ کے بعد حضرت حسن بن علی' حضرت معاویہ بن ابی سفیان' یزید بن معاویہ' معاویہ بن یزید' عبداللہ بن زبیر' مروان بن حکم' عبدالمالک بن مروان' ولید بن عبدالمالک' سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز بالترتیب خلفاء بنے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اڑھائی برس خلیفہ رہ کر ۱۰۱ھ میں انتقال فرما گئے اور حمص میں آپ کا مزار ہے۔

وصلی اللہ تبارک و تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی الہ واصحابہ اجمعین

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ کی شہادت

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے مہتمم، شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے جانشین، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ عالم اسلام کے عظیم مفکر و محدث حضرۃ العلام مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار ۲ر نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق یکم رجب المرجب ۱۴۱۸ھ بروز اتوار دن کے ۱۲ بج کر پچاس منٹ پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے تقریباً" نصف فرلانگ کے فاصلہ پر دہشت گردی کی واردات میں شہید ہوگئے۔ ان کے ساتھ شہید ہونے والوں میں جامعہ کے ناظم مفتی عبدالسمیع اور محمد طاہر ڈرائیور بھی شامل ہیں جبکہ ان کے ایک اور ساتھی قاری بشیر احمد نقشبندی شدید زخمی ہیں۔ یہ واقعہ اچانک رونما ہوا۔ جس شخص نے خبر سنی سکتہ میں آگیا۔ ملک بھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کی شہادت ان کے لئے بلاشبہ نجات اخروی ہے وہ سرخرو ہوگئے۔ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ لیکن ان کے جانے کے بعد جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔

وفاق المدارس اور دیگر اسلامی تنظیموں نے اس افسوسناک بربریت پر شدید احتجاج کیا۔ ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ جگہ جگہ ملک بھر میں قرآن خوانی کر کے ان کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار دہلوی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ خداداد صلاحیتوں اور بے پناہ حافظہ، متانت و سنجیدگی اور دینی علوم میں گہری نظر کی خوبیوں کو دیکھ کر حضرۃ بنوریؒ ایسے محدث نے آپ کو اپنا داماد بنا لیا۔ حضرۃ بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں جامعہ کے شعبہ تحقیق و تصنیف کے انچارج تھے۔ ان کی وفات کے بعد جامعہ کے نائب مہتمم بنائے گئے۔ اور حضرۃ مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بعد جامعہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اہتمام سنبھالتے ہی جامعہ کو وہ عروج بخشا کہ اکابر کی ارواح خوش ہوگئیں۔ جس طرح بلا کے ذہین تھے۔ اسی طرح اعلیٰ درجہ کے منتظم ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنے وجود سے اکابر کے خلاء کو محسوس نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اکابر کے خلاء کو پر کیا لیکن ان کا خلاء شاید مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔

دیگر خوبیوں کے علاوہ عربی زبان کے ماہر اور عربی سے اردو ترجمہ کرنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ متعدد کتابوں اور کتابچوں کے ترجمے کئے اتنا سلیس بامحاورہ ترجمہ جس سے اصل کتاب کے اردو زبان میں ہونے کا احساس ہوتا تھا۔ دن رات، صبح و شام، سفر و حضر میں عربی سے اردو میں علوم کو منتقل کرنے میں گزری۔ بلاشبہ پچاسوں عربی کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ جس پر محدثین و مفسرین سے لے کر عوام تک سبھی نے خراج تحسین پیش کیا اور عقیدت کے پھول برسائے۔ آپ کی ان خداداد صلاحیتوں اور معاملہ فہمی کو دیکھ کر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اور آپ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی طرح وفاق

المدارس کی بھی خون جگر سے آبیاری کی اور اس کا حق نظامت ادا کیا۔

آپ کی ان تمام تر گرانقدر خدمات کے علاوہ آپ کی منفرد خدمت حدیث شریف کی معروف کتاب ترمذی شریف کی تخریج احادیث ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب پڑھنے پڑھانے والے جانتے ہیں کہ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ ایک باب کے تحت چند احادیث درج فرماتے ہیں اور باقی ان کی یاد میں جتنی احادیث اس باب کے متعلق ان کے حافظہ میں محفوظ ہوتی ہیں ان کے متعلق وفی الباب عن فلاں عن فلاں عن فلاں کے تحت باقی احادیث مبارکہ کے راوی صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی ذکر کر دیتے ہیں۔ جس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہر محدث کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسی مسئلہ سے متعلق اور بھی روایات فلاں فلاں صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ اللہ رب العزت حضرۃ مولانا حبیب اللہ مختار کی قبر کو اپنے نور رحمت سے بھر دیں آپ نے ترمذی شریف کی وفی الباب کی ذکر کردہ احادیث مبارک کو جمع کرنا شروع کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے کتاب الطہارت کی تخریج کی۔ لب اللباب فیما یقولہ الترمذی و فی الباب اس کا نام تجویز کیا جیسا کہ اس کے مقدمہ میں مذکور ہے یہ ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے ۱۶ سال صرف کئے۔ ۱۶ سال کی محنت شاقہ سے یہ کتاب جب منصہ شہود پر آئی تو اس کا نام ٹائیٹل پر تحریر تھا "الامام الترمذی و تخریج کتاب الطہارت من جامعہ" صرف کتاب الطہارت کی تخریج کے لئے ۱۸۶ کتب احادیث کی طرف مراجعت کرنی پڑی۔ اللہ رب العزت مولانا مرحوم کو جزائے خیر دیں کہ وفی الباب کے تحت جتنی احادیث امام ترمذیؒ نے ذکر فرمائیں نہ صرف ان کی تخریج فرمائی۔ بلکہ اگر اسی باب میں مزید احادیث بھی تھیں جو حضرت امام ترمذیؒ کی نظر مبارک سے نہیں گزریں تھیں۔ یا ان کا انہوں نے تذکرہ نہیں فرمایا تھا ان کو بھی باحوالہ نقل کر دیا۔ آپ نے وفی الباب کے تحت ترمذی شریف کی تخریج کیا فرمائی ایک ایسے احادیث کے انسائیکلوپیڈیا کی بنیاد فراہم کی کہ کتاب کے منصہ شہود پر آتے ہی دنیا بھر کے علم حدیث سے شغف رکھنے والے حضرات عش عش کر اٹھے۔ انہوں نے اس کی تکمیل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی اور حدیث شریف کی اس عظیم علمی خدمت پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے اب کشف النقاب عما یقول الترمذی و فی الباب جلد اول تحریر فرمائی ۱۴۰۷ھ میں چھپی اس کے چھ سو صفحات ہیں۔ جلد ثانی بھی ۱۴۰۷ھ میں ہی شائع ہوئی اس کے پانچ سو پچانوے صفحات ہیں۔ چوتھی جلد میں کتاب الصلوۃ تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد اس کی اشاعت موقوف ہوگئی۔ عرصہ سے فقیر کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے فارغ التحصیل علماء کرام کی رد قادیانیت پر خدمت کا موقع ملتا ہے۔ ہر سال اپنی شائع شدہ کتابوں کے تین سیٹ عنایت فرماتے تھے۔ (۱) دفتر مرکزیہ ملتان کی لائبریری کے لئے۔ (۲) ربوہ مسلم کالونی کی لائبریری کے لئے۔ (۳) فقیر کے لیے۔ گذشتہ سال فقیر نے کشف النقاب کے بارہ میں معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر خاصہ کام ہوگیا ہے۔ اب عربی کمپیوٹر اپنا لے کر اس کی کمپوزنگ کرانی ہے۔ باہر سے کمپوز کرانے پر زیادہ خرچہ آتا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ معلوم نہیں۔

حضرۃ شیخ الہند نے تفسیر لکھنی شروع کی اس دوران آپ کی عالم آخرت کو روانگی ہوئی۔ تو تکمیل حضرۃ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے کر دی۔ علامہ عثمانی نے فتح الملہم شرح مسلم لکھنی شروع کی۔ مکمل نہ ہو پائی

کہ وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ تو حضرۃ مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اس کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا۔ حضرۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن لکھنی شروع فرمائی ۶ جلدیں تحریر فرمائیں اور اللہ کو پیارے ہوگئے آج تک کوئی معارف السنن کی تکمیل نہ کر سکا اور میرے خیال میں شائد کشف النقاب کی بھی کوئی تکمیل نہ کر سکے۔

مولانا حبیب اللہ مختار درس و تدریس کے آدمی تھے۔ میٹنگوں اور جلسوں میں شریک ہونے کا مزاج نہیں رکھتے تھے۔ حضرۃ اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مجلس کی طرف سے اسلام آباد میں اکابر علماء کی میٹنگ بلائی۔ تو اس کے لئے تیار ہوگئے۔ اور فرمایا کہ میٹنگوں میں جانے کی عادت نہیں لیکن حضرت کے حکم کو مانے بغیر بھی چارہ کار نہیں اس ایک واقعہ سے آپ اندازہ کریں کہ اکابر کا کتنا احترام ان کے دل میں تھا۔

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار بہت ہی محنتی اور گہری نظر والے محدث تھے۔ ان کی محنت کو دیکھ کر اکابر کی محنت کا رنگ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا۔ ہر آنے والے نے جانا ہے۔ لیکن بعض حضرات کی وفات علم کی وفات ہوتی ہے ان کے فوت ہونے سے جو علمی خلاء واقع ہوتا ہے اس کا پر ہونا ممکن نہ دیکھ کر قلب و جگر مزید زخمی ہوتے ہیں۔ مولانا حبیب اللہ کیا گئے علم کی محفل سونی ہوگئی۔ ان کی قبر پر اللہ رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اللہ رب العزت ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا بیان فرمودہ واقعہ

آپ نے ایک قصہ سنایا کہ والدہ سے سنا ہے لوگ پہلے دنوں میں جب خشک سالی ہوتی تھی تو جہاں کہیں بارش ہوتی اور گھاس ہوجاتا تو دس، دس، پندرہ، پندرہ کوس پر گھر چھوڑ کر مویشیوں کو لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ مرد جنگل میں ذرا دور چلے گئے ایک عورت پیچھے ڈیرہ پر رہ گئی، ایک جوان بدمعاش اُدھر آنکلا اس نے عورت کو اکیلی دیکھ کر زیور اتروانے کو دھمکی دی، عورت نے زیور اتار کر دے دیا اور کہا کہ جتنی دور تو جا کر سمجھے کے اب یہ مجھے نہ پکڑ سکے گی آواز دے دینا اور پھر اگر ہو سکے تو بھاگ جانا وہ زیور لے کر ساٹھ ستر قدم گیا اور آواز دی ابھی دو قدم بھاگا ہوگا کہ عورت نے بجلی کی طرح کوند کر آلیا اور گلے سے ایسا دبایا کہ زیور ڈال کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہا مگر لاحاصل آخر تک گیا تو عورت نے کہا اب مجھے دودھ تو پلادوں چنانچہ گھسیٹ کر ڈیرے پر لائی اور نہایت تیز گرم دودھ اس کے منہ میں ڈال دیا۔ جب منہ جل اٹھا تو ٹھنڈے پانی کا پیالہ منہ میں انڈیل دیا اور منہ پر دانتوں کے عین اوپر دائیں بائیں اور سامنے تین مکے مار دیئے تمام دانت گر گئے اور عورت نے اسے یہ نشانی دے کر توبہ کرا کے چھوڑا۔ چنانچہ وہ شخص باوجود جوانی اور سیاہ داڑھی ہونے کے تمام عمر بے دانتوں کے بوڑھوں کی طرح رہا۔ فرمایا کہ پہلے لوگ زور آور ہوتے تھے صاحب فن ہوتے تھے اور عورتیں بھی ایسے فنون سے واقف تھیں اور نیک بھی ہوا کرتی تھیں۔ (ارشادات رائے پوری ص ۷۹)

مقالہ خصوصی:-

صاحبزادہ طارق محمود

زنگ آلود قلم

"لولاک" مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا ترجمان جریدہ ہے۔ اس کا اجراء ۱۹۶۴ء میں ہوا۔ "لولاک" کے بانی مولانا تاج محمود مرحوم نے وقت کے تقاضے کے مطابق اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں بالخصوص قادیانیت کی بیخ کنی کے سلسلہ میں قلمی محاذ اختیار کیا تھا۔ زبان و بیان کا دور لد جانے کے بعد قلم و قرطاس کے ذریعہ قادیانیت کا احتساب وقت کی اہم ترین ضرورت تھی۔ ماضی میں قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل احرار قلم کی بجائے علم کے لوگ تھے۔ جو ساری زندگی آزادی اور حریت کے پرچم اٹھائے پھرتے رہے۔ احرار رہنما کامیاب مقرر تو تھے' محرر نہ تھے۔ تاہم چند ایک نے قلمی جہاد کے فریضہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے ضمن میں لولاک نے قادیانی جماعت کے مکروہ عقائد' ناپاک عزائم' ان کی اسلام اور وطن دشمن ریشہ دوانیوں' سازشوں اور سرگرمیوں کو بے نقاب کیا لولاک میں لکھے گئے اداریے انکشافات تجزیے اور خانہ ساز نبوت کے اندرونی حالات احتساب قادیانیت کی تاریخ میں ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پورے ملک اور بالخصوص بین الاقوامی سطح پر ایک جریدہ ناکافی ہونے کی صورت میں کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت کا اجراء کیا گیا۔ الحمد للہ یہ دونوں رسالے جہاد کے ذریعہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی میں مصروف عمل ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کو تحریر کے میدان میں لانے اور متعارف کروانے کا اعزاز بلاشبہ مولانا تاج محمود مرحوم کی ذات کو جاتا ہے' جنہوں نے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کو ذہنی طور پر تیار کر کے جماعت کو اس وسیع میدان میں قادیانیت کے خلاف صف آرا کیا۔ الحمدللہ آج اندرون و بیرون ملک مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے لٹریچر کو بے پناہ پذیرائی حاصل ہے۔ عقیدہ تحفظ ختم نبوت اور مرزائیت کے مذہبی' دینی' علمی اور سیاسی احتساب پر ہر عنوان سے کتب دفتر مرکزیہ ملتان سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

○ صحافت کا پیشہ جتنا دلکش ہے اتنا ہی دل کش بھی ہے۔ بڑے بڑے دل گردہ رکھنے والوں نے اس پتھر کو چوم کر پھینک دیا۔ فیصل آباد کے معروف صنعتکار سہگل خاندان کو ایک مرتبہ اخبار نکالنے کا شوق چرایا۔ اخبار کی افتتاحی تقریب سے جب معروف صحافی' شاعر اور صاحب قلم خلیق قریشی مرحوم کو دعوت خطاب دی گئی۔ تو انہوں نے خوب پتہ کی بات کہی۔ جیسے صحافت پیشہ لوگ مدتوں یاد رکھیں گے۔ انہوں نے فرمایا۔ شکر ہے سہگلوں نے مل پہلے لگائی اخبار بعد میں نکالا۔ اگر اخبار پہلے نکالتے اور مل بعد میں لگاتے تو شاید مل نہ لگ سکتی۔ اس امر کی تائید وہ لوگ بلاشبہ کر سکتے ہیں جنہیں اس پر خاردادی میں آبلہ پائی کا اتفاق ہوا ہے۔

○ صحافت میں دینی جرائد کی مثال اس یتیم بچے کی سی ہے۔ جو والدین کی شفقت کے بغیر پروان چڑھتا ہے۔ رنگ و روغن کی دنیا میں دینی صحافت کے ٹمٹماتے چراغوں کا وجود نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ یہ ان کی ہمت اور حوصلہ ہے کہ وہ تیز ہوا کے جھونکوں میں اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ راقم نے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۵ء تک پوری لگن' محنت اور دیانت سے لولاک کو چلایا۔ جس طرح کوئی پودا موسم اور پانی کے بغیر پروان نہیں چڑھتا۔ اس طرح قلمی معاونت اور مالی اعانت کے بغیر اخبار کی نشوونما ممکن نہیں۔ میں برادر مکرم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا بہت مشکور ہوں۔ جنہوں نے قادیانیت کے خلاف قلمی محاذ کی روایات کو برقرار رکھنے میں مجلس کی نشریات کے ذریعہ بڑی مستعدی اور فرض شناسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ راقم کی بیماری کے پیش نظر مولانا موصوف نے جماعت کو یہ رائے دی کہ لولاک کو فیصل آباد سے ملتان ہفت روزہ کی بجائے ماہنامہ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ راقم کی بھی ایک مدت سے یہی خواہش تھی۔ کہ لولاک چونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ہے۔ لہٰذا جماعت مکمل سرپرستی میں اس کی اشاعت کا اہتمام کرے۔

۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۷ء زندگی کے دو برس عجیب و غریب دور میں گزرے۔ وسط ۹۵ء میں مرکزی جامع مسجد محمود کی تعمیر و توسیع کے ضمن میں اسے منہدم کرنے کا کام شروع ہوا۔ تو ساتھ ہی بیماری قلب بھی آن وارد ہوئی۔ مارچ سے ستمبر ۹۷ء تک نئی توسیع شدہ مسجد کا ڈھانچہ تیار ہوگیا۔ اس دوران "لولاک" ڈمی کی صورت میں شائع ہوتا رہا۔ بعد ازاں مئی ۱۹۹۷ء میں ملتان سے لولاک کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔

ماہنامہ "لولاک" نئی آب و تاب کے ساتھ اک نئے دور کا آغاز کر چکا ہے۔ ہماری کوشش ہوگی۔ کہ اسلام کی سربلندی' وطن کے استحکام اور باطل فتنوں بالخصوص قادیانی گروہ کے ناپاک عزائم اور عالم اسلام کے خلاف ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہیں۔ ہم قارئین لولاک سے معذرت خواہ ہیں کہ لولاک کی اشاعت کے تعطل میں انہیں ذہنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ مدیر لولاک زنگ آلودہ قلم کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔

بقیہ از ص ۴۸

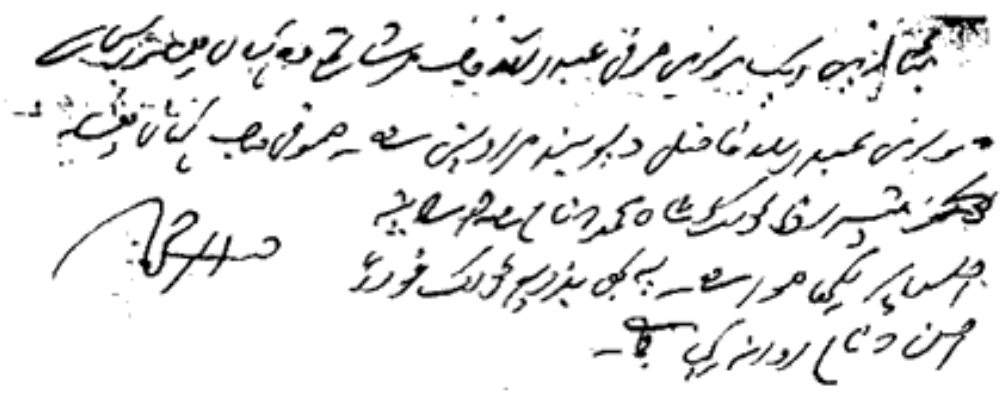

اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں

قسط نمبر۲

(مولانا محمد شریف ہزاروی)

یہودیوں کی گھٹی میں اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ عداوت بھری ہوئی ہے۔ اللہ کریم نے ان کے مکروفریب کا حال قرآن کریم کی مختلف آیات میں مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ تاکہ مسلمان انکی اسلام دشمنی کا حال معلوم کرلیں اور ان سے کسی خیر کی توقع نہ رکھیں۔ قرآن کی آیات ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ ہمیں نیکی اور تقویٰ کی توفیق عنایت فرمائے اور گناہوں سے محفوظ فرمائے۔

"اللہ سے کئے ہوئے اقرار کی خلاف ورزی"

(۱) یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم و ایای فارھبون۔ (البقرۃ آیت نمبر۴۰)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کئے اور تم پورا کرو میرا اقرار میں پورا کروں گا تمہارا اقرار اور مجھ ہی سے ڈرو۔

حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ لکھتے ہیں: تورات میں یہ اقرار کیا کہ تم توراۃ کے حکم پر قائم رہو گے اور جس پیغمبر کو میں بھیجوں اس پر ایمان لا کر اس کے رفیق رہو گے تو ملک شام تمہارے قبضے میں رہے گا بنی اسرائیل نے اس کو قبول کرلیا تھا مگر پھر اقرار پر قائم نہ رہے۔ بدنیتی کی، رشوت لے کر غلط مسئلے بتائے، حق کو چھپایا، اپنی ریاست جمائی، پیغمبر کی اطاعت نہ کی بلکہ بعض پیغمبروں کو قتل کیا توراۃ میں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تھی اس کو بدل ڈالا اس لئے گمراہ ہوئے۔ (تفسیر عثمانی ج ا ص ۸۴۔ مرتب علامہ ولی رازی)

امام رازی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں۔ القول الثانی۔ ان المراد من ھذا العھد ما اثبتہ فی الکتب المتقدمتہ من وصف محمد صلی اللہ علیہ وسلم و انہ یبعثہ علی ماصرح بذالک فی سورۃ المائدۃ۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۴)

ترجمہ: عہد سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف ہیں جو سابقہ کتب میں مذکور تھے اور یہ کہ وہ عنقریب مبعوث ہوں گے جیسے کہ سورۃ مائدہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔

مزید تحریر فرماتے ہیں: وقال ابن عباس ان اللہ تعالیٰ کان عھد الی بنی اسرائیل فی التوراۃ انی باعث من بنی اسماعیل نبیا "امیا" فمن تبعہ و صدق بالنور الذی الذی یاتی بہ۔ ای بالقرآن۔ غفرت لہ ذنبہ وادخلتہ الجنتہ و جعلت لہ اجرین اجرا"

باتباع ماجاء به موسیٰ و جاعت به سائر انبیاء بنی اسرائیل و اجرا" ماجاء به محمدالنبی الامی من ولداسماعیل۔ (کبیر ج ۳ ص ۳۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں بنی اسرائیل سے یہ اقرار لیا تھا کہ میں بنو اسماعیل سے ایک نبی امی مبعوث کرنے والا ہوں پس جو ان کی اتباع کرے گا اور جو نور (یعنی قرآن) وہ لے کر آئیں گے اس کی تصدیق کرے گا میں اس کے گناہ بخش دوں گا اور اس کو میں دوہرا اجر دوں گا ایک اجر تو حضرت موسیٰ اور جملہ انبیاء بنی اسرائیل کی اتباع کا اور ایک اجر اولاد اسماعیل علیہ السلام میں محمد النبی الامی پر ایمان لانے اور ان کی اتباع کرنے کا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: وقال الزجاج (اوفوابعهدی) الذی عهدت علیکم فی التوراۃ من اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اوف بعهدکم) بماضمنت لکم علیٰ ذالک ان اوفیتم به فلکم الجنته۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۲)

ترجمہ: زجاج نے کہا "تم میرا عہد پورا کرو" یعنی وہ جو میں نے تم سے توراۃ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا لیا تھا۔ "میں تمہارا عہد پورا کروں گا" جو اس عہد کو پورا کرنے پر تم سے کیا گیا تھا کہ اگر تم نے اس عہد کو پورا کرلیا تو تمہارے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

علامہ زمخشری "ولا تکونوا اول کافربه" کہ پہلے انکار والے نہ بنو۔ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ وهذا تعریض بانه کان یجب ان یکونوا اول من یومن به لمعرفتهم به و بصفته ولانهم کانو المبشرین بزمان من اوحی الیه و المستفتحین علی الذین کفروابه و کانوا یعدون اتباعه اول الناس کلهم فلما بعث کان امرهم علی العکس۔ کشاف ج ۱ ص ۱۳۱

ترجمہ: یہ اس بات کی تعریض ہے کہ ان پر واجب تھا کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہوتے کیونکہ وہ ان کو اور ان کی صفات کو جانتے تھے اور ایک زمانہ سے یہ صاحب وحی کے بارے میں خوشخبری دیا کرتے تھے۔ اور صاحب وحی کی وجہ سے یہ منکرین پر طلب فتح بھی کیا کرتے تھے اور یہ وعدہ کیا کرتے تھے کہ ان پر تمام لوگوں سے پہلے ہم ایمان لائیں گے لیکن جب وہ مبعوث ہوئے تو ان کا معاملہ باقی لوگوں کی نسبت الٹا ہوگیا۔ ایمان میں پہل کرنے کی بجائے یہ انکار میں پہل کرنے والوں میں شامل ہوگئے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: "واوفو ابعهدی اوف بعهدکم" قال بعهدی الذی اخذت فی اعناقکم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء کم انجز لکم و عدتکم علیه من تصدیقه و اتباعه بوضع ماکان علیکم من الاصار والاغلا التی کانت فی اعناقکم بذنوبکم التی کانت من احداثکم وقال الحسن البصری وهو قوله تعالیٰ و لقد اخذاللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منهم اثنی عشر نقیبا" وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلواۃ و اتیتم الذکواۃ و آمنتم برسلی و عزرتموهم واقرضتم

اللہ قرضا" حسنا" لاء کفرن عنکم سیاء تکم ولاد خلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر۔ (ابن کثیر)

ترجمہ: "تم میرا اقرار پورا کرو میں تمہارا اقرار پورا کروں گا" یعنی وہ عہد جو میں نے تمہارے گردنوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دیا تھا کہ جب وہ آجائیں تو تم ان کی اتباع کرنا اور ان کی تصدیق کرنا۔ تو میں تمہارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کروں گا کہ تمہاری گردنوں پر تمہاری بدعات کی وجہ سے گناہوں کا جو بوجھ اور طوق تمہارے گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں وہ میں دور کردوں گا۔

امام حسن بصری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عہد اللہ کریم کا یہ ارشاد گرامی ہے "اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل سے اور مقرر کئے ان میں بارہ سردار اور کہا اللہ تعالیٰ نے میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم قائم رکھو گے نماز اور دیتے رہو گے زکواۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور مدد کرو گے ان کی اور قرض دو گے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو البتہ دور کروں گا میں تم سے گناہ تمہارے اور داخل کروں گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

مزید تحریر فرماتے ہیں: وقال آخرون۔ ھوالذی اخذ اللہ علیھم فی التوراۃ انہ سیبعث من بنی اسماعیل نبیا" عظیما" یطیعہ جمیع الشعوب والمرادبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فمن اتبعہ غفر اللہ لہ ذنبہ وادخلہ الجنتہ و جعل لہ اجرین۔ وقداورد الرازی بشارات کثیرہ عن الانبیاء علیھم السلام بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۱۲۶)

ترجمہ: باقی مفسرین نے کہا ہے کہ عہد سے مراد وہ عہد ہے جو توراۃ میں ان سے لیا گیا تھا وہ یہ کہ عنقریب بنو اسماعیل میں ایک عظیم الشان نبی مبعوث کیا جائے گا تمام اقوام ان کی اطاعت کریں گی۔ مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس جس نے ان کی اتباع کی اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور جنت میں داخل کرے گا اور دوہرا اجر دے گا۔

"یہود بطور نفاق کے اظہار حق کرنے والوں کو بھی ملامت کرتے"

(۲) واذلقوا الذین آمنو قالوا آمنا واذا خلا بعضھم الٰی بعض قالوا اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم افلا تعقلون۔ (البقرہ آیت نمبر ۷۶)

ترجمہ: اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب تنہا ہوتے ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیوں کہتے ہو ان سے جو ظاہر کیا اللہ نے تم پر تاکہ جھٹلائیں تم کو اس سے تمہارے رب کے آگے تم نہیں سمجھتے۔

حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ لکھتے ہیں: یہود میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے نبی آخرالزمانؐ کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے تھے اور دوسرے ان میں سے ان کو اس بات پر ملامت کرتے تھے

کہ اپنی کتاب کی سند ان کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخرالزمانؐ کو حق جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لاجواب ہونا پڑے گا۔ (تفسیر عثمانی ص ۹۳)

علامہ رازیؒ لکھتے ہیں۔ اعلم ان ھذا ھوالنوع الثانی من قبائح افعال الیھود الذین کانو فی زمن محمد صلی اللہ علیہ وسلم والمروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان منافقی اہل الکتاب کانو اذا لقو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قالو الھم امنا بالذی آمنتم بہ و نشھد ان صاحبکم صادق وان قولہ حق و نجد بنعتہ و صفتہ فی کتابنا ثم اذا خلا بعضھم الٰی بعض قال الرء و سالھم اتحد ثونھم بما فتح اللہ علیکم فی کتابہ من نعتہ و صفتہ لیحا جو کم بہ فان المخالف اذا اعترف بصحتہ التوراۃ واعترف بشھادۃ التوراۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاحجتہ اقوی من ذالک فلاجرم کان بعضھم یمنع بعضاً من العتراف بذالک عند محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ۔ قال القفال فتح اللہ علیکم" ماخوذ من قولھم قد فتح علٰی فلان فی علم کذا ای رزق ذالک و سھل لہ طلبہ۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۳۷)

جان لو کہ یہ ان یہودیوں کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کے قبیح فعلوں کی دوسری قسم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ منافقین اہل کتاب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے ملتے تو ان کو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم بھی لائے ہیں اور ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ تمہارے نبی سچے ہیں اور جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ حق اور سچ ہے اور ان کی تعریف اور ان کے صفات اپنی کتاب میں موجود پاتے ہیں۔ لیکن جب ایک دوسرے کے ساتھ تنہا ہوتے تو ان کے سردار ان کو کہتے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف اور صفات جو تم پر ظاہر کردی ہیں وہ تم ان کے سامنے کیوں بیان کرتے ہو یہ تم کو اس کی وجہ سے جھٹلائیں گے۔ اس لئے کہ مخالف نے اگر توراۃ کی صحت کا اقرار کرلیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ پر اس نے توراۃ کی شہادۃ کا بھی اعتراف کرلیا تو پھر اس سے بڑھ کر اور کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ پس اس وجہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے پاس اعتراف کرنے سے ایک دوسرے کو منع کیا کرتے تھے۔ امام قفال کہتے ہیں کہ "فتح اللہ علیکم" اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ فلاں پر فلاں علم ظاہر کردیا گیا یعنی اس کو یہ علم عطا کیا گیا اور اس کی طلب اس کے لئے آسان کردی گئی۔

ادارہ کا

قادیانی شبہات کے جوابات

○ سوال نمبر۲۶:- مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے تو وہ مسیح علیہ السلام کی کس طرح توہین کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

☆ جواب:- پہلے تو مرزائی یہ بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام کے ص۱۹۷- روحانی خزائن ص۱۹۷' ج۳ پر لکھا ممکن ہے دس ہزار مسیح آجائیں اور ان میں سے ایک دمشق میں نازل ہو جائے اور دس ہزار میں مثیل مسیح آجائیں- ص۱۹۹ پر مزید لکھا کہ ہاں اس زمانہ کا میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے اور پھر اس طرح اوہام ص۷۹' روحانی خزائن ص۱۹۲ ج۳ پر لکھا ہے کہ اس عاجز نے جس نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود' خیال کر بیٹھے میں نے یہ ہرگز دعوی نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔

مرزا قادیانی کے اس فرمان کو قادیانی بار بار پڑھیں وہ کہتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں نہ کہ مسیح موعود۔ جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم مفتری اور کذاب ہے اسی کتاب کے ٹائیٹل پر دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہا گیا ہے اب مرزائی ارشاد فرمائیں کہ اندر کی بات صحیح ہے یا ٹائیٹل کی یا یہ کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور اس کا جواب مرزائیوں کے ذمہ ہے نمبر۲ اس ازالہ نمبر۲ ۶۳۴ میں ایک اور الہام مرزا نے اپنا لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا انا جعلناک المسیح ابن مریم اب دیکھیں اس کتاب کے صفحہ ۷۹ پر جو مسیح کہے وہ کم فہم مفتری و کذاب اور اسی کتاب کے ص ۶۳۴ پر کہا کہ اللہ نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اگر یہ الہام صحیح ہے تو اللہ نے مسیح بنایا۔ اور یہ کہتا کہ جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم۔ مفتری و کذاب تو یہ فتوی خدا پر مرزا کا ہوا۔ اگر الہام غلط ہے۔ تو مرزائیت کی ساری عمارت دھڑام سے گر گئی اب مرزائی فیصلہ کریں کہ ایک ہی کتاب کی دو باتوں سے کون سی جھوٹی ہے۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے میں مثیل مسیح ہوں مگر کشتی نوح میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اب قادیانی بتائیں کہ ازالہ والی بات صحیح ہے یا کشتی نوح والی اور پھر لطف یہ کہ مسیح ابن مریم بننے کے لئے مرزا نے جو کہانی تراشی ہے وہ عجیب ہی عبرت آموز اور حیاء سوز ہے۔

مرزا قادیانی نے کشتی نوح کے ص ۵۰ اور ۵۱ پر لکھا ہے کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم عیسیٰ بنایا گیا۔ (روحانی خزائن ص۵۱ ج۱۹)

اور اس سے اگلے صفحے پر دردزہ اور کھجور کا بھی ذکر ہے اب مرزائی فیصلہ کریں کہ اس نے ازالہ میں کہا کہ میں

مثیل مسیح ہوں اور اس حوالہ میں کہا کہ میں مسیح ہوں کیا اس سے مرزا قادیانی کے اس طرز عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کے دل میں چور تھا جیسے چور قدم قدم گھر والوں کو سویا ہوا پا کر چوری کے لئے قدم اٹھاتا ہے یہی کیفیت مرزے کی دماغی بناوٹ کی تھی اب ظاہر ہے کہ ان دو میں سے ایک صحیح اور ایک غلط مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزے نے کون سی بات صحیح کہی ہے اور کون سی غلط اور یہ بھی یاد رہے کہ جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا یہاں ایک سوال یہ بھی رہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو حمل کیسے ٹھہرا ہے۔

اسلامی قربانی ص ۱۴ پر مرزا صاحب کے مرید باصفا نے حضرت صاحب کا ایک کشف لکھ کر اس معمہ کو حل کر دیا حضرت صاحب نے ایک دفعہ اپنے کشف کی یہ حالت بیان کی کہ گویا آپ عورت ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ سے قوت رجولیت کا اظہار کیا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اللہ رب العزت کے متعلق یہ دریدہ دہنی یا وہ گوئی پھر خود حاملہ خود ہی خود سے پیدا ہو گئے بقلم خود ہو گئے۔ یہ میں ولدیں کے معمہ کو حل کرنا مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ کس طرح مسیح کی توہین کے مرتکب ہوئے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں بات امکان کی نہیں یہاں تو مسئلہ وقوع کا ہے کہ وہ توہین کے مرتکب ہوئے اس کا باعث مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر۱۔ مرزا قادیانی کے مسیح بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی صفات کا حامل ہوتا مرزا اس درجہ پر پہنچ نہیں سکتا تھا تو ان کا درجہ کم کر کے اپنے درجہ اور سطح پر ان کو لے آیا کہ جیسے میں ہوں ویسے ہی مسیح تھے۔ (نعوذ باللہ)

نمبر۲۔ آئینہ میں انسان کی اپنی شکل نظر آتی ہے مرزا قادیانی اپنے کردار کے آئینہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھتا تھا اس لئے ان کی توہین کا مرتکب ہوتا تھا۔

نمبر۳۔ مسیح بننے کے باعث رقابت کے مرض کا شکار ہو کر وہی تباہی بکنی شروع کر دی کہ چلو میں ان کے جیسا نہیں تو وہ میرے جیسے تھے مرزا قادیانی کو مرض لاحق تھا جب تک حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی بھی پہلو سے توہین نہ کر لیتا اسے چین نہ آتا۔

ازالہ اوہام کے ص ۲۵۸، روحانی خزائن ص ۲۵۸، ج ۳ کے حاشیہ پر مرزا نے لکھا ہے یہ عاجز اس عمل کو اگر مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم رہتا اور پھر آگے لکھا کہ ابن مریم استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم رہنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا رہا کہ کم درجہ کا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ (استغفر اللہ) (روحانی خزائن ص ۲۹۹ ج ۳)۔

اور اسی کتاب روحانی خزائن ص ۲۹۹، ج ۳ پر ہے کہ

مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی۔

یہ ہے مرزا قادیانی کی خود نمائی اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں اس کی تنقیص کا انداز۔ یا شاطرانہ چال چلو ان کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ پھر ایک اور امر کی طرف توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ظاہر امر ہے کہ اس میں نبوت تو درکنار شرافت تک قریب نہ بھٹکنے پائی تھی تو مرزا صاحب نے نبوت کا

ایسا تصور دیا کہ الامان یہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب تریاق القلوب کے ص ۱۳۳- روحانی خزائن ص ۲۷۹' ج ۱۵ پر لکھا ہے کہ

ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمان کی ۳۰ر۴۰ر سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ نہ اٹھاتے ہیں- اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ رسول اور نبی بھی بن جائے-

اس عبارت سے مرزا قادیانی کی تیکنیک (ڈھنگ) کو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ جس منصب کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا تو اس منصب کو کم کر کے اپنے اوپر فٹ کرنے لگتا ہے- عیسیٰ علیہ السلام کے منصب پر فائز ہونے کے لئے اسے مسیحی شان اور بزرگی کی ضرورت تھی اس کو پورا نہ کر سکا تو مسیح علیہ السلام کی تنقیص کر کے اسے اپنے برابر لا کھڑا کیا اور یا ان کو اتنا گرایا کہ خود ان سے افضل ہونے کا مدعی ہو گیا- یہ اس کے حسد اور رقابت کی دلیل ہے- چنانچہ در ثمین کے ص ۲۲ پر لکھتا ہے-

کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے- (نعوذ باللہ)

○ سوال نمبر ۲۷:- مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم کو صدیقہ لکھا ہے تو جس کو وہ صدیقہ لکھے اس کی توہین کا کس طرح مرتکب ہو سکتا ہے؟

☆ جواب:- سیرۃ المہدی ص ۲۲۰ ج ۳ پر ہے-

مولوی ابراہیم بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے اس پر حضور (مرزا) نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا لفظ استعمال کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے کہ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں بھرجائی اکھاڑ میں سلام آکھناواں' جس سے مقصود کا ناثابت کرنا ہوتا ہے' نہ سلام کہنا-

اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے- نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار- (سیرۃ المہدی ص ۲۲۰)

مرزا قادیانی کی یہ کمینگی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں اب آپ فرمائیں کہ کیا مرزا واقعتاً "حضرت مریم کے صدیقہ ہونے کا قائل تھا-

○ سوال نمبر ۲۸:- مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ الزامی رنگ میں ہے

یہودیوں کے اس نے الفاظ ذکر کئے جیسے چشمہ مسیح ص ۴۰ روحانی خزائن پر اس کی صراحت ہے۔

☆ جواب:۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور یہودی بغض عیسیٰ علیہ اسلام میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں یہودی استاد ہیں تو مرزائی ان کے شاگرد۔ مگر دیکھئے کہ یہود کے رویہ اور وطیرہ کی تردید کر کے قران مجید نے مسیح علیہ السلام کی والدہ کی شان بیان کی ہے۔ مگر مرزا قادیانی اب بھی بغض عیسیٰ علیہ السلام میں یہودیوں کی سنت پر عمل پیرا ہے۔ دو کردار ہیں ایک دشمنان مسیح یہود کا دوسرا کردار ہے وکالت مسیح کا جو قرآن ادا کر رہا ہے مرزا قادیانی کس کردار کو ادا کر رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

○ سوال نمبر۲۹:۔ مرزا قادیانی نے انجیلی یسوع کے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں نہ کہ حضرت مسیح کے متعلق۔

☆ جواب:۔ ہم نے جو حوالہ جات عرض کئے ہیں ان میں صراحت" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کو گالیاں دی ہیں اس کے باوجود اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس نے یسوع کے متعلق یہ کہا ہے تو بھی وہاں مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب توضیح مرام کے ص ۳ روحانی خزائن ص ۵۲ ج ۳ پر لکھا ہے کہ

یسوع' مسیح ابن مریم ایک شخص کے نام ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ جہاں اس نے یسوع کی توہین کی ہے وہاں بھی مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

○ سوال نمبر۳۰:۔ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے رد میں اسے لکھا اس لئے کہ وہ ہمارے نبی علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں تو مرزا صاحب نے الزامی رنگ میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایسا لکھ دیا ہے۔

☆ جواب:۔ تمام انبیاء علیہم **الصلواۃ** والسلام کی عزت و توقیر اور ان پر ایمان لانا بموجب **لانفرق بین احد من رسلہ** ان میں تفریق نہ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے کسی ایک نبی کی توہین کا مرتکب بھی کافر ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ **الصلواۃ** والسلام کی عزت بچانے کے لئے کسی دوسرے نبی پر الزام تراشی کرے یہ بھی کفر ہے باقی یہ مستقل بحث ہے کہ مرزا قادیانی حضور علیہ السلام کی عزت کا محافظ تھا یا سب سے بڑا دشمن ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر اور کوئی بدبخت بھی آپ کی عزت و ناموس کا اتنا دشمن نہیں ہے جتنا مرزا قادیانی دجال تھا۔

○ سوال نمبر۳۱:۔ مرزا قادیانی نے فرضی مسیح کی توہین کی ہے نہ کہ حقیقی کی؟

☆ جواب:۔ اگر فرضی نبی کو گالیاں دینا جائز ہے تو کیا ہم مرزا قادیانی کو الو کا **پٹھہ** کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس پر قادیانی بیچ پا ہوئے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے فرضی غلام احمد کو گالی دی ہے اس طرح تو فساد کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا کہ جو مرزائیوں سے بھی بند نہ ہو سکے گا۔ دوسرا یہ کہ اگر فرضی اور خیالی مسیح کو گالیاں دی ہیں تو وہ عیسائیوں کے لئے حجت اور قابل تسلیم کیسے ہوں گے۔

○ سوال نمبر۳۲:۔ مرزا نے انجیل کے حوالے سے بات کی ہے۔

☆ جواب:۔ مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت کے ص ۲۵۵ ر روحانی خزائن ص ۲۶۶' ج ۲۳ پر لکھا ہے کہ

تورات اور انجیل محرف مبدل کتابیں ہیں محرف و مبدل کتابوں سے تحریف شدہ حوالہ جات لے کر کسی نبی کو تختہ مشق بنانا کہاں کی شرافت ہے۔

○ سوال نمبر۳۳:- مرزا قادیانی نے جہاں مسیح علیہ السلام کی بہنوں یا بھائیوں کا ذکر کیا ہے وہ **انما المومنون اخوۃ** کے تحت کہا ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔

☆ جواب:- مرزا قادیانی نے کشتی نوح کے ص ۱۹ روحانی خزائن ۱۹/۱۸ پر لکھا ہے کہ آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں۔ تو اب مرزا نے **انما المومنون اخوۃ** کے تحت نہیں کہا' بلکہ حقیقی طور پر ان کی بہنیں اور بھائی مراد لیئے ہیں۔ جو شرعاً" نہ صرف غلط بلکہ دجل و تلبیس کا مرقع ہیں۔

○ سوال نمبر۳۴:- کیا دشمنوں کے اعتراض نقل کرنے جرم ہیں؟

☆ جواب:- مرزائیوں کے نزدیک اگر دوسروں کے اعتراض نقل کرنا جرم نہیں تو ہمیں بھی یہ حق ہے کہ مرزا قادیانی کے دشمنوں نے مرزا صاحب کے متعلق جو اعتراض کئے ہم بھی ان کو نقل کر سکیں۔ مرزا کے زمانہ میں جن لوگوں نے مرزا کے متعلق جو کہا اور مرزا نے خود اپنی کتاب میں اسے نقل کیا ہے وہ ہم عرض کر دیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب **حقیقتہ الوحی** کے ص ۱۸۱ پر لکھا ہے۔ روحانی خزائن ص ۱۸۸ ج ۲۲

ازالجملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ہم جنسوں کی پیروی کر کے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور میں دجال ہوں اور حرام خور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ **المسیح الدجال** میں طرح' طرح کی میری عیب شماری کی ہے چنانچہ میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر دجال شیطان جاہل مجنوں کذاب ست' حرام خور' عہد شکن' خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تتمہ **حقیقتہ الوحی** کے ص ۲۱' روحانی خزائن ص ۴۵۳' ج ۲۲ پر لکھا ہے کہ

مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرات کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔ اور میرا نام کذاب مفسد' دجال' مفتری مکار' ٹھگ' فاسق فاجر خائن رکھا۔

اب مرزائی بتائیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے اعتراض سے مرزا صاحب استدلال کر سکتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی پر جن مخالفین نے اعتراض کئے وہ آپ کے ہاں کیوں قابل قبول نہیں۔

○ سوال نمبر۳۵:- مرزا قادیانی نے اس مسیح کے متعلق' سخت الفاظ کہے تھے جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔

☆ جواب:- مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ قیصریہ کے ص ۱۶ روحانی خزائن ص ۲۷۳' ج ۱۲ پر لکھا ہے کہ

حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ و تثلیث و الوہیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں تو گویا ایک ناری افتراء ہے جو ان پر کیا ہے۔ لیجئے' مرزا نے خود تسلیم کر لیا کہ نصاریٰ کے غلط عقائد سے عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی تعلق نہیں۔ تو نصاریٰ کے ان غلط عقائد کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے ارتکاب کا جواز کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

○ سوال نمبر۳۶:- پہلے جیسے علماء مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے بھی تو جوابات دیئے ہیں عیسائیوں کو

بقیہ ص ۱۳ پر

ادارہ

تبصرہ کتب

نام کتاب	:	ثبوت حاضر ہیں!
ترتیب و تحقیق	:	محمد متین خالد
صفحات	:	864
قیمت	:	=/300 روپے
ملنے کا پتہ	:	1- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان فون 514122 (061)
		2- مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور 7237500 (042)
تبصرہ نگار	:	صاحبزادہ طارق محمود' چیف ایڈیٹر ماہنامہ "لولاک"

مشہور عربی محاورہ کے مطابق' حسن وہ ہوتا ہے' جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ "ثبوت حاضر ہیں" کے عنوان سے منظر عام پر آنے والی حالیہ کتاب ایک ایسی اہم دستاویز ہے جس سے اس کے مخالفین بھی انکار نہیں کر سکیں گے۔ سورج کی خیرہ کن روشنی کے سامنے آنکھیں بند کر کے اس کی مسلمہ حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا' ایسا کرنا عقل و شعور اور دانشمندی کے قطعی منافی ہے۔ "ثبوت حاضر ہیں" میں قادیانی مذہب کی خود ساختہ نبوت سے متعلق تصانیف کی اصل تحریروں کو تصویروں میں پیش کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا تالیف نے حقیقت کا وہ روپ اختیار کیا کہ اسے آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے۔

تردید قادیانیت کے ضمن میں اب تک جتنی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ "ثبوت حاضر ہیں" ایک منفرد' انوکھی' جامع اور مستند کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ مصنف نے سرآغاز چیلنج اور روائتی پیش لفظ کے سوا' اگرچہ کچھ نہیں لکھا۔ لیکن انہوں نے تکنیکی اعتبار سے قادیانیت کے باطلہ مذہب سے متعلق ممکنہ مواد یکجا کر کے انتہائی خوبصورتی سے اس فتنہ کے چہرے کا نقاب الٹ دیا ہے۔ کتاب میں دیئے گئے حوالہ جات اور عبارات کو نقلی بروزی طور پر پیش نہیں کیا گیا' بلکہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کذبات' اس کی خرافات اور بے بنیاد دعویٰ جات کو ان کی حقیقی شکل میں پیش کر کے اس تاریخ ساز تالیف کو ناقابل تردید بنا دیا گیا ہے۔ کتاب میں قادیانی جماعت کی شائع کردہ تصانیف اور اس کے پورے لٹریچر کا احاطہ کر کے قابل اعتراض حوالہ جات اور عبارات کی عکسی شہادتوں کا ذخیرہ بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ غالباً اسی لئے کتاب کو ایک بے تکلف نام "ثبوت حاضر ہیں" سے موسوم کیا گیا ہے۔

قادیانی کتب کے قدیمی نسخے اب کمیاب ہی نہیں' نایاب بھی ہیں۔ قادیانی جماعت تحریف شدہ کتابوں کو شائع کر کے پرانے ایڈیشن اس طرح تلف کر رہی ہے جس طرح کسی بلدیہ کے کارندے خارش زدہ کتوں کو تلف کرتے ہیں۔ قادیانی گروہ کے دجل و فریب اور اس کے جھوٹے ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟ حقیقت حال یہ ہے کہ آج قادیانی مبلغ ہو یا مربی' مناظر ہو یا راہنما' اپنی پرانی کتب کے نسخے مسلمانوں کو دکھانے سے پرہیز اور اپنی اقلیت کو دکھانے سے گریز کرتا ہے۔

آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اپنی دائمی خفت اور شرمندگی سے بچنے کی خاطر قادیانی جماعت قدیمی نسخہ جات کو ٹھکانے لگانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ قادیانی کتب کے عدم دستیاب ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔

چٹانوں کے شاہین' عزیزم محمد متین خالد مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے پیش بندی کے طور پر فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے قابل مواخذہ تصانیف کو غائب کرنے کی قادیانی کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ چور اپنے نشان کب چھوڑتا ہے؟ قادیانی جماعت ایسی تمام کتابوں کو دریا برد بھی کر دے جو ان کے لئے رسوائی اور ذلت کا باعث ہیں' تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ متین خالد کے زرخیز دماغ نے تمام نشانات محفوظ کرکے محاسبہ قادیانیت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ عزیزم کی قابل قدر تالیف نے بلاشبہ الیاس برنی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ راقم اس لحاظ سے بھی موصوف کا ممنون احسان ہے کہ انہوں نے راقم کی دیرینہ خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جسے ہمیشہ کے لئے یاد رکھا جائے گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

کتاب کے مولف نے جس قدر محنت' جانفشانی اور لگن سے اسے مرتب کیا ہے۔ کتاب کا ہر ہر ورق اس کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔ محمد متین خالد کی زندگی عقیدہ ختم نبوت کے عشق سے عبارت ہے۔ اس مقدس مشن سے ان کی والہانہ وابستگی کا اندازہ کتاب کے انتساب سے لگایا جاسکتا ہے۔ "ثبوت حاضر ہیں" کا منظر عام پر آنا بلاشبہ موصوف کے جذبہ جنون کا نتیجہ ہے۔ مولف نے کتاب کو جن سولہ مختلف ابواب میں تقسیم کرکے حوالہ جات کی عکسی شہادتیں فراہم کی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ "ختم نبوت" "اجراء نبوت" "اہانت خدا" "اہانت رسول ﷺ" "اہانت انبیاء کرام" "اہانت عیسیٰ علیہ السلام" "اہانت صحابہ و اہل بیتؓ" "اہانت قرآن" "اہانت حرمین شریفین" "اہانت اولیاء کرام" "اہانت عامتہ المسلمین" "مسلمانوں کا معاشرتی بائیکاٹ" "مرزا قادیانی کے حالات زندگی" "اطاعت برطانیہ" "شرمناک قادیانی تحریریں" اور متفرقات صفحہ نمبر16 پر مولف نے ان 67 مستند قادیانی کتب کے ناموں کی تفصیل درج کی ہے' جن سے شرانگیز عبارات اور قابل اعتراض تحریروں کے فوٹو دیے گئے ہیں۔ زیادہ تر یہ کتابیں نام نہاد سلطان القلم مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے بیٹے مرزا بشیرالدین کی تحریر کردہ ہیں۔

کتاب کے ابتدائیہ میں جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے کرم فرمایا ہے۔ ریٹائرڈ لفٹیننٹ جنرل حمید گل نے قادیانیت کا چراغ گل کیا ہے۔ محترم حمید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت نے صحافتی پیرائے میں قادیانیت کی طنابیں کھینچی ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے کتاب اور صاحب کتاب دونوں کو یکساں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ پروفیسر محمد سلیم نے طنز و مزاح کے ذریعہ قادیانیت پر قہقہے برسائے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے چودہ صفحات کے طویل ترین مضمون میں قادیانیت کے جسم پر قینچی چلا کر اس فتنہ کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ کتاب کے ابتدائی فلیپ اور اختتامی فلیپ میں دو اہم بزرگوں کی تحریریں ہیں۔ اگرچہ موصوفین خاموش طبع ہیں' لیکن ان کی تحریریں بولتی ہیں۔

صحافتی وجاہت اور ظاہری حسن کے باعث ہاتھ میں تھامی کتاب خاصی دلکش نظر آتی ہے۔ عمدہ کمپیوٹر کتابت' مضبوط جلد' اعلیٰ طباعت' ترتیب و تدوین میں سلیقہ شعاری اور نفاست' مولف کے اعلیٰ ذوق کی غمازی کر رہی ہے۔ ٹائٹل کو کتاب میں چہرے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو جسم سمیت پوری شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ دوہرے رنگین ٹائٹل میں نصف ورق الٹ کر مرزا قادیانی کی دنیا و آخرت کے بھیانک انجام کی عکاسی کی گئی ہے۔ جنگل کے پلید جانور کی آڑ میں پردہ چلمن سے لگے بگڑ نما انسان کو ہر قاری نہیں پہچان سکتا کیونکہ پوری کتاب میں سب کچھ موجود ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی تصویر موجود نہیں۔ فنی اعتبار سے ٹائٹل ہر کسی کے دیکھنے کے قابل ہے۔ تاہم اے بچوں سے دور رکھنا ہی بہتر ہے۔

اگرچہ ثبوت کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ وہ انمول ہوتا ہے۔ تاہم ڈالر کی قیمت میں ہوشربا اضافہ کے باوجود اعلیٰ معیار کی اس کتاب کی قیمت 300 روپے درج کی گئی ہے۔ جبکہ کتاب میں 350 کے قریب حوالہ جات کی عکسی شہادتیں فراہم کی گئی ہیں۔ "ثبوت حاضر ہیں" کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ہے۔ کتاب مکتبہ تعمیر انسانیت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت مجلس کی سرپرستی میں محمد متین خالد صاحب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ ان کی یہ تالیف جماعتی احباب کے لئے راہنمائی' مخالفین کے لئے ہدایت اور خود ان کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بنے گی۔ (انشاء اللہ)

نام کتاب: مشکلات القرآن (قرآن پاک کی آیات متعارضہ کے درمیان تطبیقات کا مستند مجموعہ)

مصنف: حضرت مولانا محمد انور گنگوہی

صفحات۔ ۲۸۰ قیمت درج نہیں

ملنے کا پتہ۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ۔ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قرآن مجید اللہ رب العزت کا مقدس کلام ہے۔ جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا اور تعارض و تضاد سے پاک ہے۔ تضاد اس آدمی کے کلام میں ہوتا ہے جو جھوٹا ہو۔ جسے نسیان ہو جسے یہ یاد نہ ہو کہ پہلے کیا کہا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ ان عیوب و نقائص سے پاک ذات ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں تعارض و تضاد کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کلام الٰہی کو سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اس میں بظاہر بعض مقامات پر ہماری عقول و افکار کی کوتاہی سے تعارض نظر آتا ہے۔ ورنہ نظر عمیق کے بعد یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ کسی آیت کا کسی آیت سے کوئی تعارض نہیں۔ اللہ رب العزت جزائے خیر دیں مفسرین حضرات کو کہ انہوں نے اپنی اپنی تفاسیر میں نظر بظاہر تعارض کی تطبیق بیان کرکے کوتاہ نظروں کا منہ بند کر دیا اور وہ بھی پکار اٹھے کہ واقعی قرآن مجید تعارض سے منزہ و پاک کتاب ہے۔ اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب جو نظر بظاہر قرآن پاک کی آیات متعارضہ کے درمیان تطبیق پر مشتمل ہو موجود نہ تھی۔

اللہ رب العزت نے اس کام کے لیے حضرت مولانا محمد انور گنگوہی کو توفیق بخشی انہوں نے اس عنوان پر قلم اٹھایا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ ہندوستان میں اس کی اشاعت کے باعث پاکستان کے تشنگان علوم قرآن کو اس کی دستیابی ممکن نہ تھی۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان جسے قدیم و جدید کتب کو اعلیٰ پیمانہ پر عمدہ طریقہ سے شائع کرنے کا قابل رشک اور قابل فخر شرف حاصل ہے انہوں نے اس کتاب کا فوٹو لے کر خوبصورت طباعت' رنگین ٹائٹل' مظبوط جلد سفید کاغذ پر شائع کیا ہے۔ علوم قرآنی کے دلدادگان بالخصوص جلالین شریف پڑھنے پڑھانے والے اساتذہ و مدرسین کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ اہل علم اس کی قدر پڑھ کر معلوم کریں گے۔ کہ کتنی بڑی علمی ضرورت کو پورا کرنے کا قدرت نے اہتمام فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف و ناشر کو اس علمی خدمت پر جزائے خیر دیں۔

ادارہ

اکابر کے خطوط

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کا وجود اس دھرتی پر اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھا۔ قدرت نے ان کو خوبیوں کا مرقعہ بنایا تھا۔ غضب کے خطیب اور بلا کے بہادر تھے۔ نامعلوم قدرت نے کتنے شیروں کے دل اکٹھے کر کے ان کے پہلو میں رکھ دیئے تھے۔ عظیم ایثار پسند' وفاشعار بزرگ رہنما تھے۔ جنگ آزادی کی تاریخ ان کے تذکرہ کے بغیر نامکمل رہ جاتی ہے۔ تقسیم کے بعد ہندوستان میں رہ کر وہاں کے مسلمانوں کا سہارا بنے۔ آپ نے جتنی جیل کاٹی ہے اس دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ کے دو خطوط جو ۱۹۴۲ء کے لکھے ہوئے ہیں۔ دفتر کے ریکارڈ سے مل گئے۔ سینتالیس سال تک محفوظ رہنے کے بعد پہلی بار ان کا چھپنا ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے۔ خط ذاتی نوعیت کے ہیں ان میں زیادہ تر جیل میں ضروریات زندگی کے سامان سے متعلق ہیں۔ دھرم سالہ جیل میں آپ کو انگریز بدبخت نے نظربند کیا۔ صبروشکر سے گزارہ کیا۔ جیل کو گھر بنا لیا۔ اپنا کھانا پکانا ہوگیا۔ جب تک ممکن تھا گھر سے سامان آجاتا یا باہر سے منگوا لیتے جب قوت خرید نے جوابدے دیا۔ گرانی نے پنجے گاڑ دیئے تو اپنے عزیز جماعتی کارکنوں کو ذیل کے خط لکھے۔ بٹالہ کے محترم حاجی عبدالرشید کے نام جو خط ہے یہ پہلے گھر گیا۔ وہاں سے مولانا کے صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن جامعی نے نوٹ لگا کر حاجی صاحب کو بھجوایا۔ دوسرا خط مولانا رحمت اللہ مہاجر کے نام ہے۔ مولانا رحمت اللہ مہاجر بھی بٹالہ کے باسی تھے۔ تقسیم کے بعد شجاعباد آگئے تھے۔ خوب محنتی اور مخلص آدمی تھے۔ جس وقت اپالو روس نے چاند پر اتاری تو اس وقت انہوں نے "خلائی تسخیر اور قرآن" کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر کی تھی۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے قیام قادیان کے زمانہ سے تعلقات تھے۔ حضرت جالندھریؒ حضرت فاتح قادیانؒ حضرت میانویؒ سے ملنے شجاعباد سے اکثر و بیشتر ملتان آتے تو ہم خدام کو بھی ان کی زیارت ہو جاتی۔ دوسرا خط ان کے خط کے جواب میں ان کے نام ہے۔ اس کا پہلا جملہ کہ آنسو روکنے کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا رحمت اللہ نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی نظربندی پر دل گرفتہ ہو کر کچھ لکھ دیا ہوگا۔ مولانا حبیب الرحمٰن ان کو تسلی دے رہے ہیں۔ اس میں چوہدری عبدالعزیز مرحوم کی وفات کا ذکر ہے۔ اس سے غالباً" چوہدری عبدالعزیز بیگووال مراد ہیں۔ عزیز آغا عبدالکریم شورش سے مراد آغا شورش کاشمیری ہیں جو اس وقت لاہور جیل میں انگریز کی عنایت کردہ سزا کاٹ رہے تھے۔ انہیں اکابر کی قربانیوں سے ملک آزاد ہوا۔ اور آزادی کے بعد زاغموں کے تصوف میں ہیں عقابوں کے نشیمن کا معاملہ ہوگیا۔ لیجئے صاحب دونوں خط ملاحظہ فرمالیجئے۔

Jail Yard
Dharmsala
9-11-42

مکرمی حاجی عبدالرحمان صاحب السلام

السلام علیکم۔ آپ کا عنایت نامہ کل ہی ملا۔ ایک دو سال میں ایک دفعہ ضرور آپ کو دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کے اور حاجی عبدالرحمان صاحب کے سب یاد آتے ہیں۔ سب کو ہماری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیے۔ اللہ رکھے رباب سلمہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ سب کو دعا کہیے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہم نظر بندوں کو ہر چیز اپنی قیمت پر باہر سے منگوانی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم نے بھی کچھ چیزیں منگوائی ہیں۔ ضروری چیزوں میں سے ایک چیز ٹارچ ہے۔ اور یہاں کی ٹارچیں بہت خراب ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم نے ایک ٹارچ منگوائی ہے۔ اور یہاں چیزیں مہنگی ہیں۔ مثلاً یہاں سبزی کی بہت کمی ہے۔ اور گرمی سے تو کچھ پوچھیں ہی نہ۔ ہر چیز کا دام دوگنا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی ایک ٹارچ منگوائی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی دوست کراچی جا رہے ہوں تو ان سے کہہ کر ایک ٹارچ منگوا دیں۔ اور ساتھ ہی ایک بیٹری بھی۔ اور ہو سکے تو ایک بیٹری اور بلب بھی۔ اور ہو سکے تو ایک بیٹری اور بلب بھی۔ اور ہو سکے تو ایک بیٹری اور بلب

محترم حاجی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

قبلہ والد صاحب کا خط ملا ہے آپ کا

محترم حاجی عبدالرحمان صاحب (بٹالہ)

السلام علیکم

سب جیل دھرم سالہ ۴۲-۱۱-۲

ایسی امید نہ تھی کہ آپ پونے دو سال میں ایک خط بھی نہ لکھیں گے دو مہینے سے میں دھرم سالہ جیل میں آیا ہوا ہوں خیال تھا کہ اب آپ ضرور خط لکھیں گے لیکن یہ امید غلط ثابت ہوئی آپ کے بچے اور حاجی عبدالغنی مرحوم کے بچے سب یاد آتے ہیں مگر نام کسی کا یاد نہیں رہا سب کو میری طرف سے دعا اور سلام مستری ابراہیم صاحب اور دیگر احباب سے اگر ملنا ہو تو میرا اسلام کہدیں آپکو معلوم ہے کہ میں نظر بند ہوں ہر چیز اپنی قیمت پر باہر سے منگوا سکتا ہوں اور دوست بھی مجھ کو باہر سے بھیج سکتے ہیں منٹگمری میں تو میں ضروری چیزیں گھر سے بذریعہ ریلوے پارسل منگوا لیتا تھا مگر دھرم سالہ میں ریلوے پارسل بھی نہیں آرہا اور یہاں چیزیں ملتی نہیں مثلاً یہاں سبزی کی بہت کمی ہے اور گرانی ہے آج کل شلجم تین آنے سیر یہاں مل رہے ہیں اور وہ بھی باسی شکر گڑ ملتا ہی نہیں اس لیئے آپ یہ انتظام کریں کہ پٹھانکوٹ میں کسی دوست کو کہدیں کہ وہ مجھے ہفتہ میں شلجم مولی وغیرہ سبزی بذریعہ لاری بھیج دیا کرے گڑ اور شکر عمدہ جو کھانے میں ترش نہ ہو آپ خود دس سیر کے قریب بھیج دیں خالص گھی کی بھی ضرورت رہتی ہے ہر مہینہ میں تقریباً تین سیر خرچ ہوتا ہے یہ سب چیزیں آپ نے بھیجنی یا بھجوانی ہیں اس بارہ میں غفلت معاف نہیں ہو گی ایک بڑے ٹرنک کی ضرورت ہے جس میں میری کتابیں آسکیں ٹرنک کافی بڑا ہو اڑھائی فٹ لمبا ڈیڑھ فٹ اونچا ڈیڑھ فٹ چوڑا تالا بھی ساتھ ہو یہ ٹرنک ضرور بھیجیں اور جلدی بھیج دیں شیخ صاحب کو میں نے ٹرنک کے لیے امرتسر لکھا تھا وہ نہیں بھیج سکے آپ مجھے ٹرنک بھیج کر انہیں لکھ دیں کہ میں نے ٹرنک بھیج دیا ہے ٹرنک اور دوسری چیزیں آپ پٹھانکوٹ آکر خود یا کسی اپنے عزیز کے ذریعہ لاری کے ذریعہ روانہ کرائیں جمال پور سے آگے کوئلہ اور گھی آیا تھا تو پہنچ گیا تھا۔

مستری ابراہیم صاحب کا پتہ لکھیں اور انہیں کہیں کہ وہ خود بھی مجھے خط لکھیں۔ 26 اکتوبر کو آپ کے پاس شاہ صاحب اور دوست آئے ان دعوتوں میں مجھے بھی یاد کیا گیا تھا یا نہیں باہر سے آنے والے دوستوں کے تمام خط مجھے مل جاتے ہیں مگر خود مجھے ہفتہ میں دو خط لکھنے کی اجازت ہے اس

لیے میری طرف سے خط کے جلد جواب کا انتظار نہ کرنا چاہیئے بلکہ میرا کام جو میں نے ایک دفعہ لکھ دیا ہے اسکی تعمیل بلا یاد دہانی کے ہوتی رہنی چاہیئے میرے ان جانے والے خطوط کو چونکہ پولیس سنسر کرتی ہے اس لیئے کبھی کبھی خط ذرہ دیر سے ملتے ہیں جواب کارڈ نہ لکھا جائے نور پور اور پٹھانکوٹ میں کوئی اپنے دوست ہوں جو میرا کام کر سکیں ان کا پورا پتہ لکھیں نور پور سے کوئلے منگانے کی ضرورت ہے خط کا جواب جلد ملنا چاہیئے۔

(دستخط) حبیب الرحمن

محترم حاجی صاحب

سلام مسنون قبلہ والد صاحب کا خط ارسال خدمت ہے امید ہے کہ جناب ان امور کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ عزیز

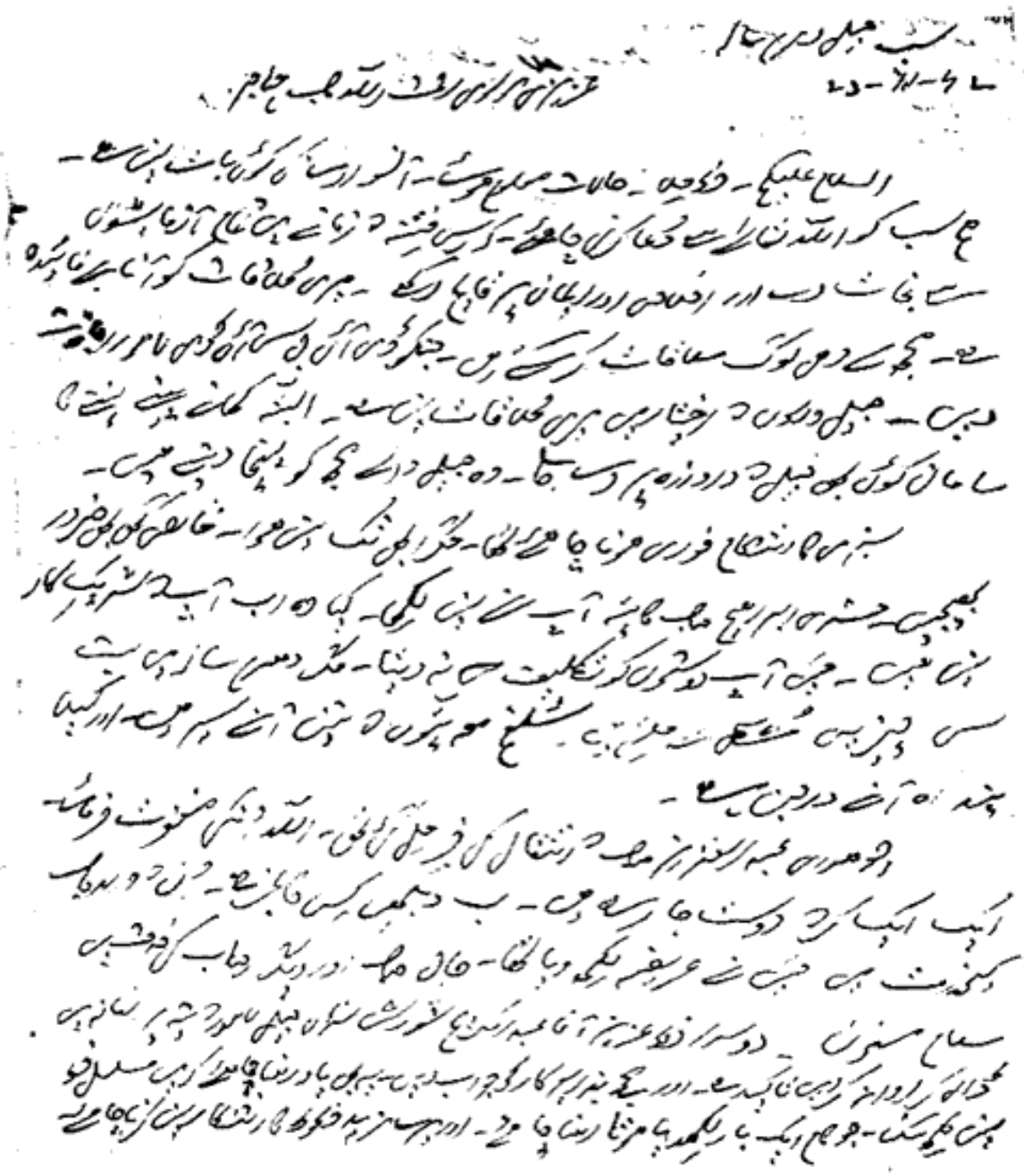

بقیہ ص ۳۲ پر

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

چاپلوس مرزا

مرزا غلام قادیانی نے ایک کتاب تحفہ قیصریہ اور ایک اور کتاب ستارۂ قیصرہ لکھی ہیں' ان دونوں کتابوں میں اس نے برطانیہ کی اس وقت کی ملکہ کی تعریف میں زمین آسمان ایک کئے ہیں۔ مثلاً"

"میرے والد انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسے کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہو"۔

"1857ء میں جب مسلمان انگریزوں سے لڑ رہے تھے تو پچاس گھوڑے سواروں سمیت میرے والد نے سرکار انگریز کو بطور مدد دیئے تھے۔

"میں نے جو انگریز سرکار کی خدمت کی وہ یہ تھی کہ پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور دوسرے اسلامی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے' لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے"۔

"میری ان کتابوں سے لاکھوں انسانوں نے جہاد کے خیال۔ چھوڑ دیئے"۔

"میں یہ خدمت انگریز کی بائیس برس تک کرتا رہا"۔

"اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے تنور سے نجات پائی ہے"۔

"اس لئے میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند کو دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔

"اس وقت اے ملکہ تیرے عہد میں جو نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام بادشاہوں میں سے تیرا وجود امن پسندی اور اچھے انتظام اور رعایا کی ہمدردی اور انصاف سے بڑھ کر ہے"۔

"اس لئے تیرے عہد کے سوا کوئی بھی عہد ایسا نہیں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہوں"۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں اس نے ملکہ کی چاپلوسی میں لکھی ہیں..... لیکن دوسری طرف مرزا نبوت کا دعوے دار ہے..... اس نبوت کے جھوٹے دعوے دار نے انگریز ملکہ کی تعریف میں زمین آسمان تو ایک کئے لیکن اسے اپنی نبوت پر ایمان لانے کے لئے نہیں کہا۔

کیا یہ بات حیران کن نہیں..... اس سے جھوٹا ہونے کا سب سے بڑا ثبوت نہیں اور آخر مرزائی لوگ کس قسم کا ثبوت چاہتے ہیں۔

علمی ادبی تاریخی نایاب شاہکار کتابیں پاکستان میں پہلی بار طبع ہو رہی ہیں

سبع سنابل

(عربی)

از علامہ ابوالفیض فیضی

قرآن پاک کی تفاسیر میں ایک منفرد مقام رکھنے والی تفسیر، فکرِ انسانی کی معراج کی عملی تصویر، دنیائے علم و ادب کا بے مثل و غیر منقوط شاہکار، انشاء و تحریر کا ایسا مرقع جس کی نظیر آج تک نہیں لکھی گئی ایک صدی سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے

کامل دو جلد قیمت ۷۵۰/-

نیز اس کی تالیف میں علامہ فیضی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے اساتذہ و معاصرین سے بھی اکتساب فیض کیا

ہندو پاک کی نابغۂ عصر نادرۂ روزگار چار ہزار سے زائد ہستیوں کی شخصیت کا دلآویز مرقع

نزہۃ الخواطر

(عربی)

مرتب و جامع:
محدثِ عصر حضرۃ علامہ مولانا عبدالحی لکھنوی رح
(والد ماجد حضرۃ مولانا ابوالحسن ندوی مدظلہ)

کامل ۸ جلد اضافی کاغذ ۱۵۹۰/-

مصنف کے علم و فضل اور اصحاب تصنیف و تالیف اور تاریخ و سیر پر بہت سے مفید حواشی و تعلیقات کے ساتھ

ایک نادر تاریخی و علمی شاہکار

نسیم الریاض
فی شرح الشفا قاضی عیاض کامل چار جلد -/۱۲۴۵

المواہب اللدنیہ
علی الشمائل المحمدیہ ۲ جلد -/۱۸۰

لسان المیزان
فی اسماء الرجال علامہ ابن حجرؒ ۷ جلد -/۱۶۲۵

السنن الکبریٰ
البیہقی مع الجوہر النقی کامل ۱۰ جلد -/۲۱۰۰

اوجز المسالک
شرح مؤطا مالک کامل ۱۵ جلد -/۳۱۵۰

امانی الاحبار
فی شرح معانی الآثار کامل ۴ جلد -/۹۰۰

تفسیر بغوی
عالم التنزیل چار جلد -/۱۰۵۰

تمام کتب فہرست کتب طلب فرمائیں

زیر نگرانی علماء کرام خصوصی رعایت برکت

نگارخانہ طبع اسکریمی

پیپلز پلازہ نزد انارکلی لاہور

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

ہوشربا انکشافات

حیرت انگیز معلومات

سنسنی خیز واقعات

سارے راز بے نقاب

ناقابلِ تردید حقائق

بند کتابوں کی کھلی کہانی

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے دس سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی سچی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلاء، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیبِ فکر کے جید علماء کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

دیباچہ نگار

حضرت خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان • حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نائب امیر • حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظمِ اعلیٰ • حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ایڈیٹر ختمِ نبوت کراچی انٹرنیشنل • جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سپریم کورٹ آف پاکستان • جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت • ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی • پروفیسر محمد سلیم مدیر سرِ راہے روزنامہ نوائے وقت

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل • صفحات : 864
قیمت ۔/300 روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت "قیمت صرف 200 روپے ڈاک خرچ (رجسٹرڈ بذریعہ وی پی ہرگز نہ بھیجیں)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 514122

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اُردو بازار لاہور
فون 7237500